اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ کے پیارے انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنے پر عظیم الشان دلائل و براہین پر مشتمل ایک تحریر

وسیلہ کیا ہے

ترجمہ و تحقیق

محمد فہیم مصطفائی

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ

نعمان پبلی کیشنز گوجرانوالہ

Scanned by CamScanner

خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں

https://t.me/tehqiqat

گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

«جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ھیں»

نام عربی رسالہ .... " ضیاء الصدور "

نام مصنف .... شیخ محمد ظاھر شاہ قادری

نام اُردو ترجمہ .... وسیلہ کیا ھے ؟

ترجمہ وتحقیق .... محمد فھیم قادری مصطفائی

ناشر .... نعمان پبلیکیشنز گوجرانوالہ

پہلا ایڈیشن .... دسمبر 2015ء

صفحات 64

تعداد 1200

ہدیہ ....

«ملنے کے پتے»

نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور	03014377868	مکتبہ اہلسنت لوہاری گیٹ لاہور	03006346344
رضا ورائٹی ہاؤس لاہور	03214072912	مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور	04237247301
اسلامک بک راولپنڈی	03005829668	مکتبہ جلالیہ گجرات	03006216496
مکتبہ برکات المدینہ کراچی	03213531922	مکتبہ غوثیہ کراچی	03222075141
مکتبہ قادریہ کراچی	03132178404	مکتبہ سلطانیہ فیصل آباد	03346606986
مکتبہ المصطفیٰ لوہیانوالہ گوجرانوالہ	03123950888	مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ	0554237699
مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ	03338295933	مکتبہ المجاہد بھیرہ سرگودھا	03004115088
مکتبہ مہریہ ڈسکہ	03066411054	مکتبہ حافظ الحدیث ڈسکہ	03007424129
مکتبہ عطاری ڈی ڈسکہ	03006473912	مکتبہ المصطفیٰ سیالکوٹ	03316676597

{ فھرست }

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

الصلوٰة والسلام علیک یا رسول اللہ

تمام تعریفیں اَللہ تعالیٰ کیلئے جس نے ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دی اور درودُ وسلام نازل ہوں تمام اَنبیاءِ کرام اور رسولوں کے سردار پر اور آپ کے اُن صحابۂ کرام پر جو رُشد و یقین کے ستارے ہیں، بہر حال حمد وصلوۃ کے بعد بندۂ عاجز ظاہر شاہ میاں مدنی حنفی قادری کہتا ہے:

کیا انبیاءِ کرام واَولیاءِ عظام کا وسیلہ جائز ہے یا نہیں؟

مسلمانوں کا عقیدہ

جاننا چاہیئے کہ انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے کیونکہ انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کو وسیلہ بنانے والا شخص ہرگز یہ عقیدہ نہیں رکھتا اور نہ ہی اُس کے دل میں یہ بات کبھی آئی ہے کہ اَنبیاء کرام واولیاءِ عظام (بذاتِ خود) اُس کی حاجت پوری کرتے ہیں بلکہ وہ انبیاءِ کرام واولیاءِ عظام کے وسیلے سے اَللہ کی بارگاہ میں یہ دعا کرتا ہے کہ اَللہ تعالیٰ اِن نفوسِ قدسیہ کے وسیلہ سے اُس کی حاجت پوری کرے اور وسیلہ طلب کرنے والا ہر شخص یہی اِعتقاد رکھتا ہے اور اِسی پر عمل کرتا ہے اور یہی کہتا ہے کہ تمام حاجتوں کو پورا کرنا اَللہ تعالیٰ کے ہی قبضۂ قدرت میں ہے، یہ شخص اپنی حاجتوں کو پورا کرنے میں اَللہ کے علاوہ کسی سے سوال نہیں کرتا اور نہ ہی اللہ کے علاوہ کوئی (ذاتی طور پر) اِس کی حاجتیں پورا کرسکتا ہے اور مخلوق میں سے بھی کوئی ایسا نہیں جو مستقل ایجاد اور تخلیق کے طور پر اِس کی حاجات کو پورا کرے۔

یہی وہ عقیدہ ہے جس پر تمام مسلمان عمل پیرا ہیں چاہے وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، مرد ہوں یا عورتیں، سفید ہوں یا سیاہ، مشرق میں رہنے والے ہوں یا مغرب کے رہنے والے، اِن سب میں کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ اَللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی شخصیت کا اِیجاد اور تخلیق میں کوئی حصہ ہے۔

وسیلہ کے جواز پر عقلی دلائل

[۱]: عقل کا بھی تقاضا یہ ہے کہ مقربین کا وسیلہ جائز ہے اِسلئے کہ وسیلہ کے ذریعے انسان اپنی حاجات پوری کرتا ہے اور حاجات کا پورا ہونا اَللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، لہٰذا وسیلہ کے ذریعے اَللہ تعالیٰ کی نعمت حاصل ہوئی اور جس شیء کے ذریعے نعمت حاصل ہو، وہ بھی نعمت ہوتی ہے، اِسلئے کہ نعمت کا سبب بھی نعمت ہوتا ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ وسیلہ ایک نعمت ہے، تو جب یہ ثابت ہوا کہ وسیلہ ایک نعمت ہے تو جو اَکمل نعمت ہوگی، وہ وسیلہ بھی اکمل ہوگا اور اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ انبیاءِ کرام کی ذوات اَللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے اَعظم و اَکمل نعمت ہیں لہٰذا اِن کا وسیلہ بھی جائز ہوا۔

پھر جب یہ ثابت ہوا کہ انبیاءِ کرام کی ذوات اَللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں تو پھر یہ بھی جان لیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کی ذات اَللہ تعالیٰ کی طرف سے اِحسانِ عظیم اور نعمتِ کبریٰ ہیں، اِسلئے کہ آپ ﷺ رسولِ اعظم، رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین اور شفیع المذنبین ہیں، اِسلئے اَللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾ [آل عمران: ۱۶۴]

تو جب یہ ثابت ہوا کہ رسولِ اَکرم ﷺ دنیا وآخرت میں وسیلۂ عظمیٰ ہے اور بقولِ ابنِ قیم جوزی رسولِ اکرم ﷺ کے وسیلہ کے بغیر دنیا وآخرت میں فلاح وکامرانی کا حصول ممکن نہیں، اِسلئے دنیا وآخرت کی کامیابی کیلئے حضور ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہوا۔

جب یہ ثابت ہوا کہ رسولِ پاک ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے تو معلوم ہوا کہ آپ کی ذات اَللہ تعالیٰ کی طرف سے اِحسان اور نعمت ہے اور حاجات کے وقت اِس نعمت و اِحسان کا ذکر کرنا ہی کافی ہے اگرچہ وہ نعمت وسیلہ کے وقت ہمارے درمیان موجود نہ ہو جیسا کہ اعمالِ صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا حالانکہ وسیلہ کے وقت وہ ہمارے پاس موجود نہیں ہوتے جیسا کہ صحیح بخاری

Scanned by CamScanner

صحیح مسلم میں ابنِ عمر سے اصحابِ غار کے بارے روایت کی گئی ہے کہ تین افراد نے غار میں پناہ لی تو وہ غار چٹان کی وجہ سے بند ہوگئی، پھر اُن میں سے ایک نے گذشتہ اَعمال کا وسیلہ پیش کیا تو اَللّٰہ تعالیٰ نے اِن کی دعا قبول کر لی۔

(۱):[صحیح مسلم : کتاب الذکر والدعاء ، باب قصة اصحاب الغار الثلاثة : ۲/۳۵۳].

(۲):[صحیح بخاری : کتاب البیوع ، باب اذا اشتری شیئا : ۱/۲۹۴]

اِسی طرح حضور ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا آپ کے ظہور سے پہلے، آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفاتِ ظاہری کے بعد تینوں حالتوں میں جائز ہے، اِسلئے کہ اَللّٰہ تعالیٰ نے جب بندوں کو حضور ﷺ کی تخلیق کے بارے بتایا:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ﴾ [ال عمران: ۸۱]

’’اور یاد کیجئے جب اَللّٰہ تعالیٰ نے اَنبیاءِ کرام سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس ایسا رسول ﷺ آجائے جو تمہاری تصدیق کرنے والا ہے تو تم ضرور بالضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور بالضرور اُس کی مدد کرنا۔‘‘

سب اَنبیاءِ کرام نے جان لیا کہ رسولِ پاک ﷺ کی ذات اَللّٰہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اور اَللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتِ کبریٰ ہے تو اِن اَنبیاءِ کرام نے مختلف اَوقات میں حضور ﷺ کے ظہور سے پہلے ہی آپ کا وسیلہ پیش کیا جیسا کہ تفصیلی دلائل میں آگے حضرت آدم علیہ السلام کے توسل کا ذکر آ رہا ہے اور حضور ﷺ کی زندگی میں آپ کے وسیلہ پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت آ رہی ہے اور حضور ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد آپ کے وسیلہ پر حضرت عثمان بن عفان ﷺ کی روایت آ رہی ہے۔

اَنبیاءِ کرام واَولیاءِ عظام کے وسیلہ کا اِعتقاد رکھنا قرآن وسنت اور اِجماعِ اُمت سے

ثابت ہے اور جو شخص یہ کہے کہ اِن نفوسِ قدسیہ کا وسیلہ پیش کرنا شرک ہے، وہ تو جاہل، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے کیونکہ وسیلہ طلب کرنا شرعاً مطلوب (پسندیدہ) اور حسن ہے بلکہ اَللّٰہ تعالیٰ نے خود وسیلہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے تو یہ شرک کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ شرک تو قبیح لذاتہ (یعنی شرک تو ذاتی طور پر ہی بری چیز ہے) جبکہ اَللّٰہ تعالیٰ نے وسیلہ کا حکم دیا ہے تو اَللّٰہ کا یہ حکم مامور بہ (یعنی جس کا حکم دیا گیا ہے اور وہ وسیلہ ہے) کے حسن کا تقاضا کرتا ہے تو جو چیز حسن ہو، اُس کا قبیح لذاتہ ہونا محال ہے، اِسلئے توسل بالانبیاء والاولیاء کا شرک ہونا بھی محال ہے۔

شیخ مصطفیٰ ابوالسیف حمامی فرماتے ہیں (آپ علماءِ اَظہر میں سے ہیں اور غوثِ پاک کی مسجد شریف کے خطیب ہیں) کہ یہ بات بڑی مضحکہ خیز ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ زندوں کا وسیلہ جائز ہے جبکہ فوت شدہ کا وسیلہ پیش کرنا ناجائز ہے (اِس طرح دلیل دیتے ہوئے) کہ زندہ شخص اپنی زندگی کی وجہ سے عمل کرتا ہے، اِسلئے ممکن ہے کہ وہ حاجات پوری کر سکے اور فوت شدہ شخص اپنی موت کی وجہ سے کوئی عمل نہیں کر سکتا، اِسلئے یہ کسی کی حاجات بھی پوری نہیں کر سکتا، تو یہ بات کہنا مسلمانوں میں سے کسی کا عقیدہ نہیں اور نہ ہی مسلمانوں میں سے کوئی چھوٹا یا بڑا اِس کو درست جانتا ہے۔

اور اَنبیاءِ کرام واَولیاءِ عظام کی ذاتِ بابرکات، اِن کی حرمت، اِن کے شرف اور اِن کے اَللّٰہ تعالیٰ سے قرب کو اَللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اِن کی زندگی میں، اِن کی وفات کے بعد وسیلہ بنانا، یہ ایسی بات ہے کہ ہمارے زمانے کے مُفْرِطِیْن (حد سے بڑھنے والوں) نے اِس بات کا اِنکار کیا ہے، ہم اِس بارے میں چند ضروری باتیں ذکر کرتے ہیں تاکہ یہ بصیرت ہو اُس شخص کیلئے جو بصیرت حاصل کرنا چاہتا ہے اور نصیحت ہو اُس شخص کیلئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اَللّٰہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کی ہدایت دینے والا ہے۔

اَنبیاءِ کرام واَولیاءِ عظام کے وسیلہ کے مسئلہ کو ثابت کرنے کیلئے لفظ وسیلہ اور برکت کی تحقیق ضروری ہے کیونکہ وسیلہ کے مسئلہ کے جائز وناجائز ہونے کا دارومدار اِسی پر ہے اور جتنے

Scanned by CamScanner

بھی مقاصد ہوتے ہیں، وہ ابتدائی چیزوں پر ہی مبنی ہوتے ہیں، جس طرح کہ وسیلہ کے مسائل لفظ وسیلہ کے سمجھنے پر منحصر ہیں۔

لفظ برکت کی تحقیق

سرحد کے علماء میں سے حضرت حمد اللہ نے [اَلْبَصَآئِرُ لِمُنْکِرِی التَّوَسُّلِ بِاَهْلِ الْمَقَابِرِ] میں تصریح فرمائی ہے کہ برکت کا معنی بہت زیادہ بھلائی بھی ہے جیسا کہ اَللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے:

(۱): ﴿ حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ. اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ. اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴾

''حم! قسم ہے اُس روشن کتاب کی! بے شک ہم نے اِسے برکت والی رات میں اُتارا، بے شک ہم ڈرسنانے والے ہیں۔'' [الدخان: ۱-۳]

علامہ عبداللہ نسفی فرماتے ہیں کہ مبارک کا معنی ہے [کثیرة النفع والخیر] یعنی بہت زیادہ نفع اور بھلائی۔ [تفسیر المدارک من الشاملہ: ۳/۳۰۲]

اِس سے معلوم ہوا کہ برکت مذکورہ معنی کے اِعتبار سے لفظِ لیلہ کی صفت بنتی ہے یعنی ایسی رات جو بہت نفع و بھلائی والی ہے۔

(۲): اَللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے:

﴿ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ﴾ ''برکت والے درخت سے۔'' [سورة النور: ۳۵]

اِس سے معلوم ہوا کہ برکت شجرۃ کی صفت بن رہی ہے۔

(۳): اور اِسی طرح اَللہ تعالیٰ کا اِرشادِ گرامی ہے:

﴿ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴾ ''بے شک تو پاک جنگل طوی میں ہے۔'' [طٰہٰ: ۱۲]

اور اگر آپ قرآن وحدیث کے محاورات کا مطالعہ کریں تو یہ معلوم ہوجائے گا کہ لفظِ برکت طعام، مال، اولاد وغیرہ کی صفت بھی بنتا ہے جیسا کہ دُعاءِ ماثورہ میں ہے:

﴿ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْ مَالِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَعُمْرِهٖ ﴾

''اے اَللہ! اِس کے مال، اَولاد اور عمر میں برکت ڈال۔''

اور اِسی طرح یہ بھی منقول ہے:

﴿ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﴾ ''اے اللہ! محمد ﷺ پر برکت نازل فرما۔''

اے مخاطب! تم پر لازم ہے کہ تم قرآن اور کتبِ حدیث کا مطالعہ کرو، خاص طور پر [کتابُ الاطعمه] کا مطالعہ کرو۔

بہر حال جو کچھ ہم نے ذکر کر دیا ہے، یہ ایک سیدھے سادے عقل مند کیلئے کافی ہے، اَلبتہ خالق اور مخلوق کی برکت کے درمیان کچھ فرق ہے، کیونکہ خالق کی برکت ذاتی ہوتی ہے جبکہ مخلوق کی برکت مستعار (مانگی ہوئی) ہوتی ہے اور آپ کو علم ہے کہ ذاتی اور عرضی چیز کے درمیان کتنا فرق ہوتا ہے، اِسی طرح تمام صفاتِ اِلٰہی ذاتی ہیں اور مخلوق کی مستعار (مانگی ہوئی)، کیونکہ واجب الوجود اور ممکن الوجود کے درمیان صفات میں اِشتراک محض رسمی ہے، حقیقی نہیں جیسا کہ علمِ کلام کی کتب میں صفات کی بحث میں مذکور ہے اور اِسی وجہ سے تفسیرِ مدارک میں [تبارک] کی تفسیر یہ کی گئی ہے:

﴿ تَبَارَكَ اي تَعَاظَمَ عَنْ صِفَاتِ الْمَخْلُوْقِيْنَ ﴾ [تفسیر المدارک، الشاملہ: ۳/۴۴۹]

''وہ اَللہ تعالیٰ جو مخلوق کی صفات سے بلند و بالا ہے۔''

حاصلِ کلام یہ ہے کہ برکت کے متعدد معانی ہیں جو ہر موقع ومحل کے مطابق مراد لئے جاتے ہیں جیسا کہ حضور ﷺ کی حدیث مبارک ﴿ اِنَّكُمْ تُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَآئِكُمْ وَفُقَرَآئِكُمْ ﴾ کا مطلب یہ ہے:

''بے شک تمہیں کمزوروں اور فقراء کی برکت کے سبب رزق دیا جاتا ہے۔''

[تفسیر قرطبی: ۲/۲۷] [سنن نسائی: کتاب الجهاد، باب الاستنصار بالضعیف: ۶/۴۵] [مسند احمد: ۸/۱۸۹] [المستدرک للحاکم: ۲/۱۴۵]

لفظِ وسیلہ کی تحقیق

لفظِ وسیلہ اُس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی کا قرب حاصل کیا جائے اور تاج اللغۃ

Scanned by CamScanner

میں بھی وسیلہ کا معنی یہی لکھا گیا ہے یعنی کسی کا قرب حاصل کرنا۔ [تفسیر روح المعانی: ۶۶/۲]

[۲]: وسیلہ کا ایک معنی ذریعہ بھی ہے، کتبِ فن میں اِس کے بے شمار دلائل ہیں جیسا کہ (تلویح) میں ہے کہ حاجات کو پانے اور بلندی درجات کے ذریعہ کا نام وسیلہ ہے۔

[۳]: وسیلہ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ جو شيء اَللّٰہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت والی ہے، اُس کو دعا کی قبولیت کیلئے وسیلہ بنانا اور یہی معنی عوام وخاص میں زیادہ مشہور ہے، لہذا جو شيء اَللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت والی ہے، اُس کا وسیلہ پیش کرنا جائز اور حسن ہے، چاہے وہ شيء ذات ہو یا عملِ صالح۔

اور اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ اَنبیاءِ کرام و رُسلِ عظام اور صالحینِ اُمت کا اَللّٰہ تعالیٰ کے ہاں مقام و مرتبہ بہت بلند ہے جیسا کہ اَللّٰہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا:

[۱]: ﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ﴾ [بقرہ: ۲۵۳]

''یہ رسول ہے، ہم نے اِن میں سے بعض کو دوسرے بعض پر فضیلت دی، اِن میں سے بعض سے اَللّٰہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور اِن میں سے بعض کے درجات بلند فرمائے۔''

[۲]: اَللّٰہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی شان میں اِرشاد فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ﴾ [الانفال/۳۳]

''اور اَللّٰہ کی یہ شان نہیں کہ اِن کو عذاب دے اِس حال میں کہ اے حبیب ﷺ! تو اِن میں تشریف فرما ہے۔''

[۳]: اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴾ [الضحی/۵]

''اور آپ کا رب آپ کو اِتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔''

[۴]: اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴾ [النساء: ۶۴]

''اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے حبیب! تیرے درِ اَقدس پر حاضر ہو جائیں، پس اَللّٰہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں اور یہ رسول بھی اُن کیلئے بخشش مانگیں تو یہ اَللّٰہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے۔''

[۵]: اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [المنافقون: ۸]

''اور عزت اَللّٰہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور مؤمنین کیلئے ہے۔''

یہ آیاتِ مبارکہ اِس بات پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں کہ اَللّٰہ تعالیٰ کے اَنبیاءِ کرام و اَولیاءِ عظام کا مقام و مرتبہ اَللّٰہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند و بالا ہے اور اِسی طرح اَحادیثِ مبارکہ بھی اِس بات پر شاہد ہیں۔

وسیلہ کے بارے آیاتِ قرآنیہ

وہ آیات جن میں وسیلہ کے بارے تصریح موجود ہے، اُن میں سے ایک یہ ہے:

آیت نمبر: (۱):

﴿ فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴾ [البقرہ: ۳۷]

''پھر سیکھ لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمات تو اَللّٰہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

مفسرین کے اَقوال

[۱]: حضرت اِمام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں:

﴿ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلَّا مَا غَفَرْتَ لِيْ ﴾ [تفسیر بحر العلوم: ۴۳/۱]

''اے اللہ! میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری خطاء معاف کر دے۔''

Scanned by CamScanner

[۲]: ﴿ أَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا أَصَابَ آدَمُ الْخَطِيْئَةَ عَظُمَ كُرْبُهُ وَاشْتَدَّ نَدَمُهُ ، فَجَآءَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: يٰآدَمُ ! هَلْ أَدُلُّكَ عَلٰى بَابِ تَوْبَتِكَ الَّذِيْ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مِنْهُ قَالَ: بَلٰى! يَا جِبْرِيْلُ ! قَالَ ﴾ [تفسیر الدر المنثور: ۱/۳۲۶]

''امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابنِ منذر نے محمد بن علی بن حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے تخریج کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے خطاء کا اِرتکاب کیا تو آپ بہت زیادہ پریشان ہوئے اور بہت زیادہ شرمندہ ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی، اے آدم! کیا میں آپ کو دعا سکھاؤں، وہ دعا یہ ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَكَرَامَةِ عَلَيْكَ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ خَطِيْئَتِيْ ﴾

''اے اَللہ! میں تجھ سے تیرے بندے محمد ﷺ جو تیرے نزدیک بڑے معزز ہیں، کے صدقے سے دعا مانگتا ہوں کہ تو میری خطا کو معاف فرما۔''

[۳]: پھر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِبن النجار نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رَسولِ اکرم ﷺ سے اِن کلمات کے بارے پوچھا جو آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے سیکھے تھے تو اَللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی، تو آپ نے فرمایا:

﴿ سَئَلَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ اِلَّا تُبْتَ عَلَيَّ فَتَابَ عَلَيْهِ ﴾

''اُنہوں نے حضرت محمد ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے صدقے سے سوال کیا کہ اے اَللہ! میری خطا معاف فرما، تو اَللہ تعالیٰ نے اُن کی خطا معاف فرمادی۔'' [تفسیر الدر المنثور: ۱/۳۲۳]

[۴]: ﴿ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: اَنَّ آدَمَ لَمَّا اقْتَرَفَ الْخَطِيْئَةَ قَالَ يَا رَبِّ ! اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ مِمَّا غَفَرْتَ لِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰآدَمُ ! وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْهُ قَالَ لِاَنَّكَ يَا رَبِّ ! لَمَّا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُّوْحِكَ رَفَعْتُ

رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَمْ تُضِفْ اِلٰى اِسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : يٰآدَمُ! وَاِذَا سَاَلْتَنِيْ بِحَقِّهِ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ ﴾

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب خطا کا اِرتکاب کیا تو آپ نے کہا کہ اے میرے رب! میں تجھ سے حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرمادے، تو اَللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا کہ اے آدم! تو محمد ﷺ کو کیسے پہچانتا ہے حالانکہ میں نے تو اُنہیں ابھی تک پیدا نہیں کیا، تو آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے رب! جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے پیدا کیا اور میرے اندر اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر بلند کیا اور میں نے عرش کے ستونوں پر لا اِلٰہ الا اللہ محمدٌ رسولُ اللہ لکھا دیکھا، تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اپنی محبوب ترین مخلوق کا نام ملایا ہے، تو اَللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم! تو نے سچ کہا ہے، اب تو نے محمد ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگی ہے، لہٰذا میں نے تیری خطا معاف کردی اور اے آدم! اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

(۱): [تفسیر ثعلبی: ۱/۱۸۴]، (۲): [تفسیر روح البیان: ۲/۲۹۷]، (۳): [دلائل النبوۃ للبیھقی: ۵/ ۴۸۹]، (۴): [المستدرک للحاکم، کتاب التاریخ: ۲/۶۱۵]، (۵): [المعجم الاوسط للطبرانی: ۶/۳۱۳]، (۶): [المعجم الصغیر للطبرانی: ۲/۱۲۸]، (۷): [الخصائص الکبری للسیوطی: ۱/۱۰]، (۸): [البدایہ والنھایہ لابن الکثیر: ۱/۹۱]، (۹): [مواھب اللدنیہ: ۲/۱۲]، (۱۰): [التاریخ لابن عساکر: ۲/۳۵۸]، (۱۱): [التلخیص للذھبی: ۲/۶۱۵]، (۱۲): [المواھب للقسطلانی: المقصد الاول وفصل فی زیارہ قبرہ :]، (۱۳): [شرح المواھب للزرقانی: ۸/۳۶۱، ۱/۷۴]

اور قصیدہ نعمان میں ہے:

اَنْتَ الَّذِيْ لَمَّا تَوَسَّلَ آدَمُ
مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَ

"اے محمد ﷺ! آپ ہی وہ ہستی ہیں کہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام نے جب آپ کے وسیلے سے اپنی لغزش کی معافی مانگی تو وہ کامیاب ہو گئے یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن کی لغزش معاف فرمادی۔"

آیت نمبر: (۲)

اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا:

﴿وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهِ فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾

"اور جب اُن کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو اُن کے ساتھ والی کتاب (تورات) کی تصدیق فرماتی اور اِس سے پہلے وہ اِسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا اُن کے پاس وہ جانا پہچانا تو اُس سے منکر ہو بیٹھے، تو اللہ کی لعنت ہے منکروں پر۔" [البقرہ: ۸۹]

مفسرین کے اَقوال

[۱]: تفسیر بیضاوی میں ہے:

﴿يَسْتَنْصِرُوْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِنَبِيِّ آخِرِ الزَّمَانِ الْمَنْعُوْتِ فِي التَّوْرَاةِ وَيَفْتَحُوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُعَرِّفُوْنَهُمْ اَنَّ نَبِيًّا يُبْعَثُ فِيْهِمْ وَقَدْ قَرُبَ زَمَانُهُ﴾

"وہ لوگ مشرکین کے خلاف مدد طلب کرتے تھے اور وہ یہ کہتے تھے، اے اللہ! آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے صدقے ہماری مدد فرما، وہ نبی جن کی تورات میں صفات بیان کی گئی ہیں اور وہ لوگ مشرکین کے خلاف فتح پا لیتے تھے اور وہ لوگ مشرکین کو بتاتے تھے کہ زمانہ قریب میں ہی اِن میں ایک آخری نبی مبعوث ہوں گے۔" [تفسیر بیضاوی: ۹۴]

[۲]: اِسی آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے:

﴿يَسْتَنْصِرُوْنَ بِهِ عَلَى مُشْرِكِي الْعَرَبِ وَذٰلِكَ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا اَحْزَنَهُمْ اَمْرٌ وَدَهَمَهُمْ عَدُوٌّ يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ الَّذِيْ

نَجِدُ صِفَتَهُ فِي التَّوْرَاةِ وَكَانُوْا يُنْصَرُوْنَ﴾ [تفسیر خازن: ۱/۷۰]

"وہ لوگ مشرکینِ عرب کے خلاف حضور ﷺ کے وسیلہ سے دُعا مانگتے تھے، یہ اِسلئے کہ جب اُنہیں کوئی معاملہ پریشان کرتا تھا اور دشمن اُن پر اچانک دھاوا بولتے تھے تو وہ لوگ کہتے تھے کہ اے اللہ! ہماری مدد فرما اُس نبی کے وسیلے سے جو آخری زمانے میں مبعوث ہوں گے، جن کی صفات ہم تورات میں پاتے ہیں تو اُن کی مدد کی جاتی تھی۔"

[۳]: اِمام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

﴿فِيْ سَبَبِ النُّزُوْلِ وُجُوْهٌ: اَحَدُهَا اَنَّ الْيَهُوْدَ مِنْ قَبْلِ مَبْعَثِ مُحَمَّدٍ وَنُزُوْلِ الْقُرْآنِ كَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ اَيْ يَسْأَلُوْنَ الْفَتْحَ وَالنُّصْرَةَ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ﴾ [تفسیر کبیر: ۳/۵۹۸]

"اِس آیت کریمہ کے نزول کی چند وجوہ ہیں: اُن میں سے ایک تو یہ ہے کہ یہود حضور ﷺ کے مبعوث ہونے اور قرآن کے نازل ہونے سے پہلے فتح اور کامیابی مانگتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ اے اللہ! ہمیں آخری نبی اُمی ﷺ کے صدقے فتح نصیب فرما اور ہماری مدد فرما۔"

[۴]: تفسیر جلالین [۱۴] میں ہے:

﴿يَسْتَنْصِرُوْنَ بِهِ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ الَّذِيْ نَجِدُ صِفَتَهُ فِي التَّوْرَاةِ وَكَانُوْا يُنْصَرُوْنَ﴾

"وہ لوگ کفار کے مقابلے میں مدد طلب کرتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ اے اللہ! آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے نبی ﷺ کے صدقے کفار کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔"

[۵]: تفسیر جمل میں ہے:

﴿يَسْتَنْصِرُوْنَ بِهِ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَعْنِيْ مُشْرِكِي الْعَرَبِ﴾

"وہ لوگ مشرکینِ عرب کے خلاف حضور ﷺ کے وسیلے سے مدد مانگتے تھے۔"

[۶]: تفسیر فتح العزیز میں ہے:

Scanned by CamScanner

''یعنی یہ یہود اُس کتاب کے نازل ہونے سے پہلے حضور ﷺ کی نبوت کے معترف اور اِقراری تھے کہ آپ تمام اَنبیاءِ کرام میں سے بزرگ ہستی ہیں، اِسلئے کہ جب جنگ کے وقت یہود کو شکست کا خوف ہوتا تو یہ یہود اَللہ کی بارگاہ میں اُس پیغمبر کے وسیلے سے فتح وکامیابی مانگتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ آپ کا نام اِس قدر بابرکت ہے کہ اِن کے ذکر کے سبب اور اِن کے وسیلے سے اُنہیں فتح وکامیابی حاصل ہوجائے گی۔''

[۷]: اِبنِ حمید، اِبنِ جریر اور اَبونعیم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

﴿كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَسْتَنْصِرُ بِمُحَمَّدٍ ﷺ عَلٰى مُشْرِكِي الْعَرَبِ﴾

''وہ فرماتے ہیں کہ یہود کفارِ عرب کے خلاف حضور ﷺ کے وسیلے سے فتح طلب کرتے تھے۔''

[تفسیر ابن جریر: ۳۰۸/۱]

[۸]: اِمامِ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: ''کہ آپ نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی غطفان قبیلہ کے ساتھ جنگ کرتے تھے تو اِس دعا کے ذریعے پناہ مانگتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِیْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تُخْرِجَهُ آخِرَ الزَّمَانِ اِلَّا نَصَرْتَنَا عَلَيْهِمْ فَكَانُوْا اِذَا الْتَقَوْا هَزَمُوْا غَطْفَانَ﴾

''اے اَللہ! ہم تجھ سے دعا مانگتے ہیں اُس نبی اُمی ﷺ کے صدقے سے جن کے بارے تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو اِن کو آخری زمانے میں بھیجے گا کہ تو ہماری اِن کے خلاف مدد فرما، تو وہ یہود جب دشمن سے جنگ کرتے تھے تو غطفان کو شکست دیتے تھے۔''

(۱): [دلائل النبوۃ للبیہقی: ۷۶/۲] (۲): [المستدرک للحاکم: ۲۸۹/۲]

اِس واقعہ کے تفاسیر سے مزید سات حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں:

(۳): [تفسیر جمل: ۳۲۰/۱]، (۴): [تفسیر ابن کثیر: ۳۲۶/۱]، (۵): [تفسیر طبری: ۳۲۲/۲]، (۶): [تفسیر قرطبی: ۲۷/۲]، (۷): [تفسیر بغوی: ۱۲۰/۱]، (۸): [تفسیر کشاف: ۱۶۴/۱]، (۹): [تفسیر مدارک: ۶۱/۱]

آیت نمبر: (۳)

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء: ۶۴]

''اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ اُن کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اَللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔''

مفسرین فرماتے ہیں کہ [فاستغفروا اللّٰہ] میں اَعمال سے توسل کا بیان ہے اور [واستغفر لھم الرسول] میں ذات سے توسل کا بیان ہے۔

اَللہ تعالیٰ نے بندوں کے اِستغفار کو رسولِ پاک کی ﷺ اِستغفار سے مشروط کیا یعنی رسولِ پاک ﷺ سفارش کریں گے تو توبہ قبول ہوگی تو اِس میں صریح دلیل ہے اِس بات پر کہ اَللہ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کا وسیلہ پیش کیا جاسکتا ہے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ حضور ﷺ کا اپنی اُمت کیلئے اِستغفار صرف حضور ﷺ کی ظاہری زندگی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حضور ﷺ اپنی برزخی زندگی میں بھی اپنے اُمتیوں کیلئے اِستغفار کرتے ہیں۔

[۱]: ﴿جَآءَ اِعْرَابِیٌّ بَعْدَ دَفْنِهٖ علیہ السلام فَرَمٰی بِنَفْسِهٖ عَلٰی قَبْرِهٖ وَحَثَا مِنْ تُرَابِهٖ عَلٰی رَاْسِهٖ وَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَجِئْتُکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ ذَنْبِیْ فَاسْتَغْفِرْ لِیْ مِنْ رَّبِّیْ، فَنُوْدِیَ مِنْ قَبْرِهٖ قَدْ غَفَرَ لَکَ﴾

''حضور ﷺ کی وفاتِ ظاہری کے بعد ایک شخص آپ کی قبر پر آیا اور اُس نے اپنے سر پر مٹی ڈالنا شروع کردی اور یہ آیتِ کریمہ پڑھ رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ یارسول اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور میں آپ کے درِ اَقدس پر آیا ہوں تا کہ آپ اَللہ تعالیٰ سے میرے گناہوں کی بخشش کی دُعا مانگیں تو اُس شخص نے قبر شریف کی ایک جانب سے آواز سنی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اَللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ بخش دیئے۔'' [تفسیر مدارک التنزیل: ۲۳۶/۱] [سنن الھدیٰ فی متابعۃ المصطفیٰ]

Scanned by CamScanner

[۲]: ﴿قَالَ الْعَتَبِیُّ: کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ فَجَآءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، وَقَدْ جِئْتُکَ مُسْتَغْفِرًا لِذَنْبِیْ مُسْتَشْفِعًا بِکَ اِلٰی رَبِّیْ ثُمَّ اَنْشَاَ یَقُوْلُ:

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ ... فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ ... فِیْہِ العِفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

ثُمَّ انْصَرَفَ الْاِعْرَابِیُّ فَغَلَبَتْنِیْ عَیْنِیْ، فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ فِی النَّوْمِ فَقَالَ: یَا عَتَبِیُّ، اِلْحَقِ الْاِعْرَابِیَّ فَبَشِّرْہُ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَہٗ﴾ [تفسیر ابن کثیر: ۳۴۸/۲]

''اِمام عتبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں رَسولِ پاک ﷺ کی قبرِ مبارک کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی حضور ﷺ کے پاکیزہ روضہ مبارکہ پر آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ پر سلام ہو، میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی بخشش کیلئے آیا ہوں، میں آپ کو اپنے رب کی بارگاہ میں سفارشی بناتا ہوں، پھر اُس اعرابی نے یہ شعر پڑھے:

اے سب سے بہتر ہستی جس کی ہڈیاں میدان میں مدفون ہیں
پس اُن کی خوشبو سے پست اور اُونچی زمینیں مہک گئیں
میرا نفس اُس قبر پر فدا ہو جس میں آپ آرام فرما ہیں
اِس میں پاکیزگی اور جود و کرم ہے
آپ ہی وہ نبی ہیں جن کی شفاعت کی ہم اُمید رکھتے ہیں
پُلِ صراط پر جب قدم پھسل رہے ہوں گے
پس آپ کے دو ساتھی ہیں جن کو میں کبھی نہیں بھلا سکتا
میری طرف سے آپ سب پر سلام ہو جب تک قلم جاری رہے گی

پھر وہ اعرابی چلا گیا اور اِمام عتبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں نے خواب رسولِ

پاک ﷺ کی زیارت کی، آپ نے فرمایا کہ اے عتبی! اُس اعرابی کو تلاش کرو اور اُسے خوشخبری دے دو کہ اَللہ تعالیٰ نے اِن اَشعار کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔

اِسی روایت کے مزید 9 حوالہ جات یہ ہیں:

(۱): [سبل الھدی والرشاد: ۳۸۰/۱۲]، (۲): [کنز العمال: ۲۵۰/۲]، (۳): [التاریخ لابن عساکر: ۳۶۲/۱]، (۴): [الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ لابن النجار: ۱۵۹/۱] (۵): [کتاب الاذکار للنووی: ۱۸۵] (۶): [تفسیر مدارک للنسفی: ۳۹۹/۱]، (۷): [شفاء السقام للسبکی: ۳۶]، (۸): [جذب القلوب لعبدالحق محدث دھلوی: ۱۹۵]، (۹): [رسائل الارکان لعبدالعلی: ۲۸۰]

نوٹ: اِن اکابر علماء محدثینِ عظام کے بیان و حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ قبر پر حاضر ہو کر مغفرت کی درخواست کرنا قرآنِ حکیم کی آیت کے عموم سے ثابت ہے بلکہ اِمام سبکی تو فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ اِس معنی میں صریح ہے۔ [شفاء السقام: ۱۲۳]

آیت نمبر: (۴)

﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [المائدہ: ۳۵]

اے ایمان والو! اَللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اُس کی راہ میں جہاد کرو اِس اُمید پر کہ فلاح پاؤ۔''

مفسرین کے اَقوال

[۱]: تفسیر جلالین: [۹۹] میں ہے ﴿مَا یُقَرِّبُکُمْ اِلَیْہِ مِنْ طَاعَتِہٖ﴾ '' وسیلہ وہ چیز ہے جو تمہیں اَللہ کے قریب کر دے، اُس کی اِطاعت کرنے کیلئے۔'' [الدر المنثور: ۲۹۲/۵]

[۲]: تفسیر کبیر میں ہے ﴿اَلْوَسِیْلَۃُ فَعِیْلَۃٌ مِنْ وَسَلَ اِلَیْہِ اِذَا تَقَرَّبَ اِلَیْہِ﴾ '' وسیلہ [فعیلۃ] کے وزن پر ہے جو کہ [وَسَلَ اِلَیہ] سے ماخوذ ہے جو اُس وقت بولا جاتا ہے جب وہ اُس کی طرف قربِ حاصل کرے۔'' [تفسیر کبیر: ۱۷۴/۱۱]

Scanned by CamScanner

[۳]: تفسیر روح البیان میں ہے ﴿فَالْوَسِیْلَةُ هِیَ الَّتِیْ یُتَوَسَّلُ بِهَا اِلَی الْمَقْصُوْدِ﴾
"پس وسیلہ وہ ہے جس کے ذریعے مقصود کی طرف وسیلہ بنایا جائے۔"

[۴]: تفسیر کشاف میں ہے ﴿اَلْوَسِیْلَةُ: کُلُّ مَا یُتَوَسَّلُ بِهِ اَیْ یُتَقَرَّبُ مِنْ قَرَابَةٍ اَوْ صَنِیْعَةٍ اَوْ غَیْرِ ذٰلِکَ لِمَا یُتَوَسَّلُ بِهِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ فِعْلِ الطَّاعَاتِ وَتَرْکِ الْمَعَاصِیْ﴾ " وسیلہ ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعے قرب حاصل کیا جائے چاہے وہ ذوات ہوں یا اَعمال، اِسلئے کہ وسیلہ ہر اُس شیء کو کہتے ہیں جس کے ذریعے اَللہ تعالٰی کی بارگاہ میں قرب حاصل کیا جائے نیک عمل کرنے اور برے عمل سے رکنے کے ذریعے۔" [تفسیر کشاف: ۶۲۸/۱]

[۵]: ﴿قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَنَّ الْوَسِیْلَةَ کُلُّ مَا یُتَقَرَّبُ بِهِ اِلَی اللّٰهِ﴾
"وسیلہ ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعے اَللہ کی طرف قرب حاصل کیا جائے۔" [تفسیر بغوی: ۱۱۱/۵]

جبکہ نجدیوں نے وسیلہ کو اَفعال کے ساتھ خاص کر لیا اور ذوات مراد نہیں لیتے، یہ ظاہری طور پر قرآن کے حکم میں اپنی مرضی سے تبدیلی ہے، حالانکہ قرآن کا ظاہر تو یہ بتا رہا ہے کہ یہ آیت ذوات کے وسیلہ سے خاص ہے کیونکہ اَللہ ربُّ العزت نے پہلے فرمایا: [اِتَّقُوا اللّٰهَ] تو تقوی کہتے ہیں نیک عمل کرنا اور برے چھوڑنا تو گویا تقوی میں عمل کا ذکر ہو گیا اور وسیلہ میں ذات مراد لیں گے تا کہ دونوں سے ایک چیز مراد نہ ہو بلکہ علیحدہ علیحدہ چیزیں مراد ہوں۔

نوٹ: اِن تمام تفسیری حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ وسیلہ ذوات اور اَعمال دونوں کو شامل ہے اور اَللہ تعالٰی کی بارگاہ میں وسیلہ اَللہ تعالٰی کا قرب حاصل کرنے کیلئے ہوتا ہے، اِسلئے قرآنِ مجید کے حکم کے مطابق مطلقاً غیرُ اللہ کا وسیلہ منع نہیں ہے۔

آیت نمبر: (۵)

﴿وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ کَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ وَمَا کَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [الانفال: ۳۲،۳۳]

"اور جب وہ بولے کہ اے اَللہ! اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا اور اَللہ کی شان یہ نہیں کہ اُنہیں عذاب دے جب تک اے محبوب! آپ اِن میں تشریف فرما ہو اور اَللہ اِن کو عذاب دینے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں اور اُنہیں کیا ہے کہ اَللہ اُنہیں عذاب نہ دے، وہ تو مسجد حرام سے روک رہے ہیں حالانکہ وہ اِس کے اَہل نہیں۔"

مفسرین کے اَقوال

تفسیر جلالین: [۱۵۰] میں ہے:

﴿لِاَنَّ الْعَذَابَ اِذَا نَزَلَ عَمَّ وَلَمْ تُعَذَّبْ اُمَّةٌ اِلَّا بَعْدَ خُرُوْجِ نَبِیِّهَا وَالْمُؤْمِنِیْنَ بِهَا﴾
"اِسلئے کہ جب عذاب نازل ہوتا ہے تو عام ہوتا ہے اور کسی بھی اُمت کو عذاب نہیں دیا جاتا مگر اُس کے نبی اور مومنین کے نکل جانے کے بعد۔"

پھر ارشاد باری تعالٰی ﴿وَمَا کَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ کے تحت صاحبِ جلالین فرماتے ہیں یعنی وہ اپنے طواف میں تیری بخشش مانگتے ہیں اور بعض نے کہا کہ اِس سے مراد مومنین میں سے کمزور مومن مراد ہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

﴿لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا﴾ [فتح: ۲۵]
"اگر مسلمان مکہ سے نکل جاتے تو ہم اِن میں سے کافروں پر دردناک عذاب بھیجتے۔"

مصنف فرماتے ہیں کہ اَللہ تعالٰی اِن کو اَنبیاءِ کرام اور مؤمنین کے سبب عذاب نہیں دے گا، یہ اُن باکمال ذوات کا وسیلہ ہے جو وارِدِ دنیا میں کفار کے عذاب کو روکنے والے ہیں۔"

بعض علماء بیان فرماتے ہیں کہ [انت فیهم] میں ذوات سے وسیلہ کا بیان ہے اور [هم یستغفرون] میں اَعمال سے وسیلہ کا بیان ہے۔

اِسی مضمون کے مزید حوالہ جات یہ ہیں:

Scanned by CamScanner

(۱):[تفسیر طبری : ۱۱/۱۵۳]، (۲):[تفسیر الدر المنثور :۷/۱۰۸]،(۳):[تفسیر قرطبی:۷/۳۹۹]،(٤):[تفسیر ابن کثیر:۴/۳۹]

آیت نمبر: (٦)

﴿لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ [مریم : ۸۷]

''یہ لوگ شفاعت کے مالک نہیں سوائے اُن کے جنہوں نے رب کے نزدیک عہد لے لیا ہے۔''

مفسرین کے اَقوال

[۱]: اِمام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ﴿ مَعْنَاهُ لَا یَشْفَعُ الشَّافِعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا یَعْنِی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾'' کہ سفارش کرنے والے سفارش نہیں کریں گے مگر وہ لوگ جنہوں نے رب کے نزدیک عہد لے لیا یعنی مومنین کریں گے۔ [تفسیر معالم التنزیل للبغوی:۵/۲۵۵]

[۲]: امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:﴿ لَا یَمْلِکُ هٰؤُلَآءِ الْکَافِرُوْنَ بِرَبِّهِمْ یَا مُحَمَّدُ، یَوْمَ یَحْشُرُ اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَیْهِ وَفْدًا ،الشَّفَاعَةَ،حِیْنَ یَشْفَعُ أَهْلُ الْاِیْمَانِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [تفسیر طبری: ۱۸/۲۵۵]

''اے محمد! جس دن اَللہ تعالیٰ متقین کو جماعت در جماعت کی صورت میں اپنی بارگاہ میں جمع کرے گا، اُس دن یہ کافر اپنے رب کے ہاں شفاعت کے مالک نہیں ہوں گے جب اَہلِ اِیمان ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے۔''

تو جب اِن آیاتِ کریمہ میں اَللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اَہلِ اِیمان شفاعت کے مالک ہیں اور ہم بھی اَنبیاء واَولیا کا وسیلہ پیش کر کے اُن سے شفاعت طلب کرتے ہیں تو پھر اَللہ کی اِجازت سے یہ لوگ کیوں اَہلِ اِیمان کی سفارش نہیں کریں گے یعنی خود ربُّ العالمین اِن کو اِجازت دے رہا ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کی سفارش کریں تو پھر اَللہ کی دی ہوئی چیز کو اِن سے کیوں نہیں مانگا جاسکتا۔

لٰہذا بتوں اور نبیوں کے وسیلہ میں یہ واضح فرق ہے کہ کافر بتوں کا وسیلہ پیش کرتے ہیں جبکہ

وہ کسی قسم کے نفع نقصان کے مالک نہیں جبکہ ہم نبیوں ولیوں کا وسیلہ پیش کرتے ہیں کیونکہ یہ اَللہ تعالیٰ کی عطا سے نفع نقصان کے مالک ہیں، اُس کے خزانوں کے مالک ہیں، اَللہ تعالیٰ اِن کی دُعا کو قبول فرماتا ہے، یہ جو مانگتے ہیں اَللہ اِنہیں عطا فرماتا ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے: ﴿وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهُ ﴾ [صحیح بخاری : کتاب الرقاق ،باب التواضع:۵/۲۳۸۴]

''اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور بالضرور اُسے عطا کروں گا۔''

(۱):[تفسیر قرطبی : ۱۱/۱۵۳](۲):[تفسیر ابن کثیر :۵/۲۶۴](۳):[تفسیر بغوی : ۵/۲۵۵] (٤):[تفسیر کبیر ۳/۴۹۹](٥):[تفسیر الکشف والبیان :٦/۲۳۱](٦):[تفسیر خازن : ۳/۱۷۹]

آیت نمبر: (۷)

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَصَلَوَاتٌ﴾

''اور اَللہ اگر اِنسانوں میں سے ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور گرادی جاتیں خانقاہیں، گرجے اور کلیسے۔'' [حج: ۴۰]

مفسرین کے اَقوال

حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو الجوزا نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

﴿یَدْفَعُ اللّٰهُ بِالْمُحْسِنِ عَنِ الْمُسِیْءِ وَبِالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَنِ الَّذِیْ لَا یُصَلِّیْ وَبِالَّذِیْ یَتَصَدَّقُ عَنِ الَّذِیْ لَا یَتَصَدَّقُ وَبِالَّذِیْ یَحُجُّ عَنِ الَّذِیْ لَا یَحُجُّ ﴾

''کہ اَللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے سبب گناہگاروں سے بلا دفع کرتا ہے اور نمازی کے سبب بے نمازی سے، صدقہ کرنے والے کے سبب صدقہ نہ کرنے والے سے اور حج کرنے والے کے سبب حج نہ کرنے والے سے بلا دور فرماتا ہے۔'' [تفسیر کبیر:۲۳/۲۲۹][تفسیر قرطبی:۳/۲۶۰]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ عَنْ مِأَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَمِنْ جِيْرَانِهِ﴾

’’آپ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ایک نیک مسلمان کی وجہ سے اُس کے گھر والوں اور پڑوسیوں میں سے سو(۱۰۰) اَفراد سے بلائیں دور فرماتا ہے۔

(۱):[تفسیر خازن : ۱/۱۸۶]،(۲):[تفسیر قرطبی : ۳/۲۶۱]، (۳):[تفسیر بغوی : ۱/۳۳۸]، (۴):[تفسیر طبری: ۲/۵۱۶]

وسیلہ کے متعلق اَحادیثِ مبارکہ

اب وہ اَحادیث ذکر کی جاتی ہیں جن میں وسیلہ کے بارے تصریح موجود ہے۔

حدیث نمبر: (۱)

﴿ أَقْبَلَ مَرْوَانُ يَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَقَالَ أَتَدْرِيْ مَا تَصْنَعُ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ أَبُوْ أَيُّوْبَ فَقَالَ نَعَمْ اِجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَا تَبْكُوْا عَلَى الدِّيْنِ إِذَا وَلِيَهُ أَهْلُهُ وَلٰكِنِ ابْكُوْا عَلَيْهِ إِذَا وَلِيَهُ غَيْرُ أَهْلِهِ﴾

’’ایک دن مروان آیا تو اُس نے دیکھا کہ ایک شخص نے اپنا چہرہ قبرِ مبارک پر رکھا ہوا ہے تو مروان نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے تو کیا کر رہا ہے؟ مروان نے غور سے دیکھا تو وہ حضرت ابوایوب انصاری تھے، اُنہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حجرہ کے پاس نہیں بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ’’تم دین پر اُس وقت مت رونا جب اُن کے سربراہ اَہل ہوں اور تم اُس وقت دین پر رونا جب دین کے سربراہ غیر اَہل ہوں۔‘‘

[مسند احمد : ۵/۴۲۲]،[المستدرک للحاکم ،کتاب الفتن: ۴/۵۶۰]

حدیث نمبر: (۲)

﴿عَنِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ فَلَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَيْبَرَ رَضَخَ لَنَا مِنَ الْفَيْءِ وَأَخَذَ

هٰذِهِ الْقَلَادَةَ الَّتِيْ تَرِيْنَ فِيْ عُنُقِيْ فَأَعْطَانِيْهَا وَجَعَلَهَا بِيَدِهِ فِيْ عُنُقِيْ فَوَاللّٰهِ لَا تُفَارِقُنِيْ أَبَدًا قَالَ وَكَانَتْ فِيْ عُنُقِهَا حَتّٰى مَاتَتْ ثُمَّ أَوْصَتْ أَنْ تُدْفَنَ مَعَهَا﴾

’’مسندِ امام احمد میں ہے کہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بنوغفار کی ایک عورت کے بارے ذکر کرتے ہیں کہ اُمیہ بنتِ اَبِی الصَّلْت نے اُس عورت کے بارے مجھے بتایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُس کو خیبر کے مالِ غنیمت میں سے ایک ہار دیا اور حضور ﷺ نے اپنے دستِ مبارک کے ساتھ ہار کو اُس کی گردن میں ڈالا تو اُس عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ ہار مجھ سے کبھی جدا نہ ہوگا، پس جب وہ مرگئی تو اُس نے وصیت کی کہ یہ ہار بھی اُس کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔‘‘ [مسند احمد : ۶/۳۸۰]

نوٹ : اِس روایت سے ثابت ہوا کہ اُس صحابیہ نے حضور ﷺ کے دستِ مبارک لگائے ہار سے توسل کیا۔

حدیث نمبر: (۳)

حضرت علامہ قاضی عیاض رضی اللہ عنہ [الشفاء] میں فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور ﷺ کے موئے مبارک میں سے چند ایک تھے، ایک جنگ میں آپ کی ٹوپی گر گئی تو آپ اُس ٹوپی کی طرف تیزی سے لپکے تو بعض صحابہ کرام نے آپ پر اعتراض کیا کہ شدتِ جنگ میں آپ نے ایسا کام کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اُس ٹوپی کی وجہ سے ایسے نہیں کیا بلکہ اُس ٹوپی میں جو حضور ﷺ کے موئے مبارک تھے، میں نے اُن کیلئے ایسا کیا تھا تاکہ ٹوپی میں موجود برکت ختم نہ ہو جائے اور وہ ٹوپی کہیں مشرکین کے قبضے میں نہ چلی جائے۔

[کنز العمال : ۱۳/۳۷۴]،[معجم الصحابہ : ۲/۱۱۷]

نوٹ : اِس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے موئے مبارک سے توسل کیا۔

حدیث نمبر: (۴)

﴿ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ أَوْسُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ :قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا

Scanned by CamScanner

شَدِیْدًا فَشَکَوْا اِلٰی عَائِشَۃَ فَقَالَتْ :اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ فَاجْعَلُوْا مِنْہُ کُووا اِلَی السَّمَآءِ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّمَآءِ سَقْفٌ قَالَ فَفَعَلُوْا فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ ﴾

''حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار مدینہ کے لوگ بہت سخت قحط میں مبتلا ہوگئے، تو اُنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی، آپ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم ﷺ کی قبرِ اَنور کی طرف دیکھو، اُس سے ایک طاق آسمان کی طرف بنادو (یعنی میرے حجرے کی چھت قدرے پھاڑ دو) تاکہ قبرِ اَنور اور آسمان کے درمیان کوئی چھت نہ رہے، لوگوں نے ایسا ہی کیا تو خوب بارش برسائی گئی حتیٰ کہ چارہ اُگ گیا اور اُونٹ موٹے ہوگئے یہاں تک کہ وہ چربی سے گویا پھٹ پڑیں گے تو اُس سال کا نام خوشحالی کا سال رکھا گیا۔''

[مشکوۃ المصابیح : باب الکرامات : ۵۴۵]،[سنن دارمی : ۱/۵۶]

نوٹ : اِس حدیثِ مبارک سے ثابت ہوا کہ صحابیہ نے حضور ﷺ کی قبرِ اَنور سے توسل کیا ہے۔

حدیث نمبر: (۵)

﴿ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:اِنَّ الْاَبْدَالَ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ مِنْھُمْ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَآءِ وَیُصْرَفُ بِھِمْ عَنْ أَھْلِ الْاَرْضِ الْبَلَآءُ ﴾

''رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اَبدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس مرد ہیں، جب اُن میں سے کوئی ایک مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ دوسرا بدل دیتا ہے، اِن کے وسیلے سے بارش برسائی جائے گی اور اِن کے وسیلے سے دشمنوں کے خلاف مسلمانوں کو فتح عطا کی جائے گی اور زمین والوں سے اِن کی بدولت عذاب دور کیا جائے گا۔

(۱):[مشکوۃ المصابیح : ۵۸۳]،(۲):[تفسیر قرطبی :۳/۲۵۹]،(۳):[تفسیر الدر المنثور ۳/۱۵۶]،(٤):[تفسیر مظھری : ۱/۲۳۳۱]،(٥):[مسند احمد : ۱/۱۱۲]

نوٹ : اِس حدیثِ مبارک میں اَولیاءِ کرام سے توسل کی صراحت ہے۔

حدیث نمبر: (٦)

﴿ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ کَانَ اِذَا قُحِطُوْا اِسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ : اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَیُسْقَوْنَ ﴾

(۱): [صحیح بخاری : کتاب الجمعة ، ابواب الاستسقاء ، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا : ۱/۱۳۷]،(۲): [بیھقی فی سنن الکبری:باب الاستسقاء : ۳/۳۵۲]، (۳):[بیھقی فی دلائل النبوة:۶/۱۴۷]،(٤):[ابن کثیر فی البدایة والنھایة :۷/۱۰۵]،(٥):[السیوطی فی خصائص الکبری:۲/۲۲۴]، (٦):[الذھبی فی سیر اعلام النبلاء : ۲/۴۱۳]،(۷):[ولی الدین عراقی فی المشکوة : ۱/۳۴۰]،(۸):[ابن عساکر فی التاریخ :کتاب الاستسقاء : ۲/۳۵۷] (۹): [حاکم فی المستدرک]، (۱۰):[عبدالرزاق فی المصنف]،[قسطلانی فی المواھب]،(۱۱):[نووی فی کتاب الاذکار: ۱۶۰]، (۱۲):[ابن حجر فی فتح الباری :۲/۴۹۴]، (۱۳):[ابن تیمیہ فی رسالة التوسل والوسیله : ۱/۱۰]،(۱٤):[محمد بن عبدالباقی زرقانی فی شرح المواھب :۸/۷۸]، (۱٥):[شوکانی فی نیل الاوطار :۴/۸]،(۱٦):[تحفة الذاکرین:۱۶۲]

''حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں جولوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو آپ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دُعا کی اور یوں عرض کیا کہ اے اَللہ! ہم تیری جناب میں تیرے نبی کا وسیلہ پیش کرتے تھے تو تُو ہم پر بارانِ رحمت برسا دیتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو ہم پر بارانِ رحمت نازل فرما، راوی نے کہا کہ وہ سیراب کردیئے گئے۔''

حدیث نمبر: (۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:﴿مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ ﴾

''جس نے میری قبر کی زیارت کی تو اُس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔''

Scanned by CamScanner

(۱):[تفسیر الدر المنثور :۲/۴۷۰]،(۲):[شعب الایمان للبیھقی:۶/۵۱]، (۳):[الدارقطنی:۶/۳۸۸]،(٤): [مؤطا امام مالک :۳/۴۴۸]، (٥):[مجمع الزوائد للھیثمی،۴/۲]،(٦):[کنز العمال :۱۵/۶۵۱]. (۷):[الجامع الکبیر للسیوطی: ۱/ ۲۲۹۳۶]، (۸):[لسان المیزان لابن حجر:۸/۲۲۸]،(۹):[نیل الاوطار للشوکانی : ۵/۱۵۶]،(۱۰):[الشفاء للقاضی عیاض : ۱/۱۶۹]،(۱۱):[سبل الھدی والرشاد :۱۲/۳۷۶]

اور ایک روایت میں ہے کہ اُس کیلئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔

اِس حدیث کو اِمامِ دارِقطنی اور کثیر آئمہ حدیث نے روایت کیا ہے اور اِمام سبکی نے اپنی کتاب [شفاءُ السقام فی زیارۃِ خیرِ الانام] میں اِس حدیث کی اِسناد کے بارے طویل گفتگو کی ہے اور اِس کے بارے بھی طویل گفتگو کی ہے کہ آئمہ حدیث میں سے کس کس نے اِس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے پھر آپ نے اَحادیثِ زیارۃ کے بارے چند روایات ذکر کی ہے جو تمام کی تمام اِس حدیث کی تائید کرتی ہیں، اُن میں سے ایک روایت یہ ہے:

﴿مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ﴾

''رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس نے حج کیا، پھر میری وفات کے بعد میری قبرِ اَنور کی زیارت کی تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔''

[طبرانی فی المعجم الکبیر :۱۱/۳۶]،[بیھقی فی شعب الایمان :۵/۲۴۶]

﴿مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَأَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ﴾

''رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے مرنے کے بعد میری زیارت کی گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔''

(۱): [تفسیر الدر المنثور :۲/۴۳۱]،(۲):[المعجم الکبیر :۱۱/۳۶]، (۳):[تفسیر روح البیان :۳/۲۸۹]،(٤):[سنن دار قطنی ۳/۳۳۳]،(٥):[بیھقی فی شعب الایمان :۶/۴۶].(٦):[کنز العمال :۵/۱۳۵]،(۷):[لسان المیزان لابن الحجر : ۸/۳۰۹]، (۸):[میزان الاعتدال للذھبی: ۴/۲۸۵]،(۹):[الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ :۲/۸۳]،(۱۰):[سبل الھدی والرشاد:۱۲/۳۷۶]

اور ایک اور روایت میں ہے:

﴿مَنْ جَآءَ نِیْ زَائِرًا لَمْ تَنْزَعْهُ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ﴾

''رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو میری زیارت کیلئے آیا اِس حال میں کہ میری زیارت کے علاوہ اُسے کوئی اور چیز نہ لائی تو مجھ پر حق ہے کہ میں بروزِ قیامت اُس کا شفیع ہو جاؤں۔''

(۱):[تفسیر الدر المنثور: ۲/۴۷۱]، (۲):[سنن ابن ماجه :۲/۱۰۳۹]، (۳):[لسان المیزان لابن الحجر : ۸/۵۱]،(٤):[میزان الاعتدال للذھبی: ۴/۱۰۴]

اور ایک اور روایت میں ہے:

﴿ مَنْ جَآءَ نِیْ زَائِرًا کَانَ لَهٗ حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ﴾

''رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو میری زیارت کیلئے آیا تو اُس کا اَللہ کے ذمۂ کرم پر حق ہے کہ بروزِ قیامت میں اُس کا سفارشی بن جاؤں۔

اور ایک اور روایت میں ہے:

﴿مَنْ زَارَنِیْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَّشَهِیْدًا﴾

''رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مدینہ میں میری زیارت کی میں اُس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا۔''

[بیھقی فی شعب الایمان : ۴/۲۴۵]،[مسند طیالسی : ۱/۶۶]

حدیث نمبر: (۸)

﴿رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ اِلَی الصَّلٰوةِ ،فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَاَسْئَلُکَ بِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا اِلَیْکَ فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ شَرًّا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سُخْطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ فَاَسْئَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ،اَقْبَلَ اللّٰهُ عَلَیْهِ بِوَجْهِهٖ وَاسْتَغْفَرَ لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلِکٍ﴾ [ابن ماجه: ۱/۲۹۷]،[کنز العمال :۱۵/۳۹۶]

''امام ابن ماجه رحمۃ اللہ علیہ نے سندِ صحیح کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے نماز کیلئے نکلے تو یہ دعا پڑھے: اے اَللہ! میں تجھ سے

Scanned by CamScanner

تیری بارگاہ میں سوال کرنے والوں کے وسیلے سے مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیری راہ میں چلنے والوں کے وسیلے سے مانگتا ہوں کیونکہ میں برائی، تکبر، ریاکاری اور دکھلاوے کیلئے نہیں نکلا بلکہ میں تو تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا کو تلاش کرنے کیلئے نکلا ہوں، پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے آگ سے پناہ دے اور میرے لئے میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہ نہیں بخشتا، اَللہ تعالیٰ اُس بندے پر توجہ فرمائے گا اور اُس کیلئے ستر ہزار فرشتے دُعائے مغفرت کریں گے۔''

نـــوٹ: اِس حدیثِ پاک میں رسولُ اللہ ﷺ نے خود [بحق السائلین] کے اَلفاظ کے ساتھ ہر مومن بندے سے وسیلہ پیش کیا اور صحابۂ کرام کو بھی اِس دعا کے ذریعے وسیلہ پیش کرنے کا حکم دیا اور صحابۂ کرام حضور ﷺ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے یہ وسیلہ پیش کیا کرتے تھے تو کسی بھی صحابی نے اِس توسل پر اِنکار نہیں کیا اور شرک وکفر کا فتویٰ نہیں دیا۔

اِمام سبکی رضی اللہ عنہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ نماز کیلئے گھر سے نکلتے وقت سنت دعا منقول ہونے کے بارے کثیر آئمۂ کرام نے اِس روایت کو اپنی اپنی کتب میں نقل کیا ہے یہاں تک کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ سلفِ صالحین میں سے ہر ایک کا اِس حدیث کو گھر سے نکلتے وقت پڑھنے کا معمول رہا ہے، اِس روایت کے اَلفاظ [بحق السائلین] میں ہر مومن بندے سے توسل کرنے کی صریح دلیل ہے۔

حدیث نمبر: (۹)

اور حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اِسی کو روایت کیا زات اور دن کے عمل کے بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اِن اَلفاظ کے ساتھ:

﴿كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ﴾

''رسول اللہ ﷺ جب نماز کیلئے تشریف لے جاتے تو آپ فرماتے کہ اے اَللہ! میں تجھ سے سائلین کے صدقے سے دعا مانگتا ہوں۔''

اور اِسی حدیث کو اِبنِ السّنی نے سندِ صحیح کے ساتھ مؤذنِ رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس کے اَلفاظ یہ ہیں:

﴿كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَالُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَ بِحَقِّ مَخْرَجِىْ هٰذَا فَاِنِّىْ لَمْ اَخْرُجْ بَطَرًا وَّلَا شَرًّا وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً خَرَجْتُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ وَ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ، اَسْئَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِىْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تُدْخِلَنِىْ الْجَنَّةَ﴾

''رسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے نماز کیلئے نکلتے تو یہ دُعا پڑھے: میں اَللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، میں اَللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں نے اَللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا اور نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی طاقت نہیں ہے مگر اَللہ کی عطا سے، اے اَللہ! میں تجھ سے تیری بارگاہ میں سوال کرنے والوں کے وسیلے سے مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیری راہ میں نکلنے کے وسیلے سے مانگتا ہوں کیونکہ میں برائی، تکبر، ریاکاری اور دکھلاوے کیلئے نہیں نکلا بلکہ میں تو تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا کو تلاش کرنے کیلئے نکلا ہوں، پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے آگ سے پناہ دے اور تو مجھے جنت میں داخل فرما۔''

حدیث نمبر: (۱۰)

﴿ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا ضَلَّ اَحَدُكُمْ اَیْ عَنِ الطَّرِيْقِ اَوْ اَرَادَ عَوْنًا وَهُوَ بِاَرْضٍ لَيْسَ فِيْهَا اَنِيْسٌ، فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ! اَغِيْثُوْنِىْ وَفِىْ رِوَايَةٍ: اَعِيْنُوْنِىْ فَاِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا تَرَوْنَهُمْ﴾

''رسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی راستہ بھول جائے یا ایسی زمین پر ہے جہاں اِس کا کوئی ساتھی نہیں اور اسے مدد کی ضرورت ہے تو وہ یوں کہے، اے اَللہ کے بندو! میری مدد کرو کیونکہ اَللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے۔''

(۱):[طبرانی فی الکبیر : ۱۰/۲۱۷]،(۲):[بیهقی فی شعب الایمان : ۱/۱۷۳]،(۳):[مصنف ابن ابی شیبة: ۱۰/۲۹۰]، (٤):[ابو یعلیٰ : ۹/۱۷۷]،(٥):[بزار فی مسنده کشف الاستار: ۴/۳۴]، (٦):[مجمع الزوائد: ۱۰/۱۲۳]

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ: [یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ] کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اِس سے مراد فرشتے یا مسلمان جن یا مردانِ غیب جن کو اَبدال کہتے ہیں، یعنی اَولیاءُ اللہ۔

حضور ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ثقہ علماءِ کرام نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

[ایضاح المناسك] کے حاشیہ میں علامہ ابنِ حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ دعا [یاعبادَاللّٰہ اَعینونی] مجرب (آزمائی ہوئی) ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث کے راوی نے کہا ہے۔

حدیث نمبر: (۱۱)

﴿ اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَآءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ ﴾

''حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اِن کی قبر ان پر وسیع فرما اپنے نبی اور مجھ سے پہلے دیگر نبیوں کے وسیلے سے۔''

اِبنِ حبان نے اِسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

(۱):[مجمع الزوائد: ۹/۲۱۴]، (۲):[کنز العمال: ۱۲/۱۴۸]، (۳):[المعجم الاوسط: ۱/۶۷]، (٤):[المعجم الكبير للطبرانی: ۱۸/۸۳]

حدیث نمبر: (۱۲)

وہ اَحادیثِ صحیحہ جن میں وسیلہ کی تصریح آئی ہے اُن میں سے ایک وہ ہے جس کو امام ترمذی، نسائی، بیہقی اور طبرانی نے سندِ صحیح کے ساتھ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا شخص حضورِ اَکرم ﷺ کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ آپ اَللہ سے دُعا کریں کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے تو حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ﴿اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَھُوَ خَیْرٌ﴾

یعنی اگر تو چاہے تو میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو صبر کرے تو یہ بہتر ہے۔

تو اُس شخص نے عرض کیا کہ آپ میرے لئے دعا کریں تو حضور ﷺ نے خود اُسے دُعا سکھائی اور

اِرشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے اِس طرح دعا مانگنا:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ﴾

''اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور میں تیری بارگاہ میں تیرے نبیِ رَحمت حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی اِس حاجت کے بارے میں تا کہ وہ پوری ہو، اے اَللہ! تو میرے حق میں یہ سفارش قبول فرما۔

پس وہ شخص لوٹا تو بینا ہو گیا، ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت اِبنِ حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اَللہ کی قسم! ہم جدا نہیں ہوئے تھے کہ وہ شخص ہمارے پاس آیا گویا کہ وہ کبھی اندھا ہی نہیں تھا۔''

نوٹ: یہ حدیث وسیلہ اور نداء کے جائز ہونے کی واضح دلیل ہے۔

(۱)۔امام ترمذی نے [جامع ترمذی: ابواب الدعوات، باب فی انتظار الفرج: ۲/۱۹۷] میں۔(۲)۔امام ابن ماجہ نے [سنن ابن ماجہ: کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ: ۹۹] میں۔(۳)۔امام بخاری نے [تاریخ کبیر: ۶/۲۰۹] میں۔(۴)۔امام حاکم نے [مستدرک: کتاب الدعاء: ۱/۷۰۰] میں سندِ صحیح کے ساتھ بیان کیا ہے۔(۵)۔امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کو [جامع کبیر]، (۶)۔[جامع صغیر] اور (۷)۔[خصائص کبری: ۲/۲۹۹] میں۔(۸)۔طبرانی نے [معجم الکبیر] میں۔(۹)۔امام بیہقی نے [دلائل النبوۃ: ۶/۱۶۶]، [الدعوات الکبیر: ۱/۱۵۱] میں۔(۱۰)۔امام احمد نے [مسند احمد: ۴/۱۳۸] میں۔(۱۱)۔ابن خزیمہ نے [صحیح ابن خزیمہ: ۲/۲۲۵] میں۔(۱۲)۔امام منذری نے [الترغیب والترھیب: ۱/۴۷۴] میں۔(۱۳)۔امام نووی نے [کتاب الاذکار: باب صلوۃ الحاجۃ: ۱۶۷] میں۔(۱۴)۔امام تقی الدین سبکی نے [کتاب الشفاء والسقام: ۱۲۵] میں۔(۱۵)۔امام نور الدین ہیثمی نے [مجمع الزوائد: ۲/۲۷۹] میں۔(۱۶)۔ابن تیمیہ میں [رسالۃ التوسل والوسیلۃ] میں۔(۱۷)۔امام احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی نے [مواہب اللدنیہ: فصل فی زیارۃ قبرہ] میں۔(۱۸)۔امام محمد بن عبدالباقی زرقانی نے [شرح مواہب اللدنیہ: ۸/۳۶۱] میں۔(۱۹)۔امام شوکانی نے [تحفۃ الذاکرین: ۱۶۲] میں۔(۲۰)۔امام ابن کثیر نے [البدایہ والنہایہ: ۶/۱۷۸] میں ذکر کیا ہے۔

حضور ﷺ کے ظہور سے پہلے توسل کی دلیل

(۱): ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی حضور ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے آپ کے وسیلے سے دُعا کی تھی جب اُنہوں نے اِس درخت سے کھا لیا تھا جس کے کھانے سے اَللہ تعالیٰ نے

Scanned by CamScanner

منع فرمایا تھا اور اسی طرح امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ بات ایسی ہے جو تجھ پر ماننا لازم ہے کیونکہ اِس میں ہدایت اور نور ہے، پس اِس کو اُنہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيْئَةَ قَالَ يَارَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﴾

"جب آدم علیہ السلام نے اپنی خطا کا اِرتکاب کیا تو یہ اَلفاظ کہے کہ اے میرے رب! حضرت محمد ﷺ کے صدقے میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں......................"

اِس روایت کو اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کیا ہے اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کو صحیح قرار دیا ہے اور اِس میں یہ اَلفاظ بھی زائد ہیں: ﴿ وَهُوَ آخِرُ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ ذُرِّيَّتِکَ ﴾ "اور وہ تیری اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔" اِس روایت کے تمام حوالہ جات پیچھے گزر چکے ہیں۔

بعد از وصال حضور ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے پر دلیل

اور وسیلہ کا منکر یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ دعا تو حضور ﷺ کی زندگی کے ساتھ خاص تھی، اِسلئے کہ یہ بات درست نہیں کیونکہ صحابہ کرام اور تابعین نے اِس دُعا کو اپنی حاجت روائی کیلئے حضور ﷺ کی وفات کے بعد بھی اِستعمال کیا ہے جیسا کہ اِمام طبرانی اور امام بیہقی نے روایت کی ہے:

﴿عَنْ أَبِی أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنَيْفٍ عَنْ عَمِّهٖ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِی حَاجَتِهٖ وَكَانَ عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِی حَاجَتِهٖ فَلَقِیَ ابْنَ حَنَيْفٍ فَشَكَا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حَنَيْفٍ اِئْتِ الْمِيْضَأَةَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْ: [[اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّی أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِیْ، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ]] وَتَذْكُرُ حَاجَتَكَ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَآءَهُ الْبَوَّابُ حَتّٰى أَخَذَ

بِيَدِهٖ فَأَدْخَلَهٗ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَأَجْلَسَهٗ مَعَهٗ عَلَى الطُّنْفُسَةِ فَقَالَ اُذْكُرْ حَاجَتَكَ، فَذَكَرَ حَاجَتَهٗ وَقَضَاهَا لَهٗ، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ عُثْمَانَ فَلَقِیَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ فَقَالَ لَهٗ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ إِلَیَّ فِیْ حَاجَتِیْ وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَیَّ حَتّٰى كَلَّمْتَهٗ فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ مَا كَلَّمْتُهٗ فِيْكَ وَلٰكِنِّیْ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاهُ ضَرِيْرٌ فَشَكَا إِلَيْهِ ذِهَابَ بَصَرِهٖ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ: اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ ...... الخ﴾

"حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اپنی کسی حاجت کے بارے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اِس کی طرف متوجہ نہ ہوتے اور اُس کی حاجت کے بارے کوئی غور نہ فرماتے تو اُس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے شکایت کی (جو مذکورہ حدیث کے راوی ہیں) تو اُنہوں نے فرمایا کہ تو وضو کر کے مسجد میں جا اور دو رکعت نفل پڑھ کر یوں دعا کر:

"اے اَللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی رحمت حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی اِس حاجت کے بارے میں تا کہ وہ پوری ہو، اے اَللہ! تو میرے حق میں یہ سفارش قبول فرما۔" پھر اپنی حاجت بیان کرنا۔

پس وہ شخص چلا گیا اور اُس نے ایسا ہی کیا، پھر وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہوا، پس دربان آیا اور اُس شخص کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی مسندِ خاص پر بٹھایا اور فرمایا کہ اپنی حاجت بیان کرو، پس اُس نے اپنی حاجت بتائی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُس کی حاجت پوری کر دی، پس وہ شخص وہاں سے رخصت ہو کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور عرض کی کہ [جزاک اللہ خیرا] کہ وہ میری حاجت کے بارے غور نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ میں نے وہ دُعا پڑھی جو آپ نے بتائی تھی تو اُنہوں نے میری حاجت پوری کر دی، حضرت ابن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اَللہ کی قسم! میں نے وہ دعا اپنے پاس سے نہیں بتائی بلکہ ایک دن میں

Scanned by CamScanner

رسول پاک ﷺ کے پاس حاضر تھا کہ آپ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اُس نے آپ کے پاس اپنی بصارت چلے جانے کی شکایت کی، آپ نے فرمایا کہ یا صبر کرو یا میں دعا کر دیتا ہوں تو اُنہوں نے عرض کی کہ دعا بتا دیں، پس اُنہوں نے وہ دعا پڑھی تو اُن کو بینائی مل گئی۔

(۱):[طبرانی فی المعجم الصغیر : ۱/۳۰۶]، (۲):[طبرانی فی المعجم الکبیر : ۱۷/۴۱۰]، (۳):[بیھقی فی دلائل النبوۃ:۶/۱۶۷]، (٤):[منذری فی الترغیب والترھیب: ۱/۲۷۳]، (٥):[امام ہیثمی فی مجمع الزوائد : ۲/ ۵۶۵] (٦): [تقی الدین سبکی فی شفاء السقام ۱۲۷]، (۷):[محمد عبدالرحمن فی تحفۃ الاحوذی : ۸/۴۷۶]، (۸):[امام جلال الدین سیوطی فی الجامع الصغیر]، (۹):[والکبیر]، (۱۰):[وخصائص الکبری:۲/۲۰۱] (۱۱):[شوکانی فی تحفۃ الذاکرین : ۱۶۲]

نوٹ : پس یہ حدیث حضور ﷺ کی وفات کے بعد وسیلہ اور نداء کی واضح دلیل ہے۔

[۲]: ﴿عَنْ مَالِکِ الدَّارِ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ ،فَجَآءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اِسْتَسْقِ لِأُمَّتِکَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَکُوا ،فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: اِئْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ ،وَأَخْبِرْهُ أَنَّکُمْ تُسْتَسْقَوْنَ وَقُلْ لَهُ :عَلَيْکَ الْکَيْسُ ،عَلَيْکَ الْکَيْسُ ،فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَکَى عُمَرُ ،ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا آلُوْ إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ﴾

''حضرت مالک داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ خلافتِ فاروقی میں لوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو ایک شخص بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ صحابیِ رسول مزارِ اَقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! اپنی اُمت کیلئے اَللہ سے سیرابی طلب کیجئے کہ وہ ہلاک ہوئی جارہی ہے تو رسول اللہ ﷺ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اُن سے سلام کہنا اور اُن کو خبر دینا کہ لوگ سیراب کر دیئے جائیں گے اور اُن سے یہ کہنا کہ دانائی کو لازم پکڑو، وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُنہیں خواب کی خبر دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور پھر کہا کہ اَب میں کوئی کمی نہیں کرتا مگر جس سے میں عاجز ہوں۔

نوٹ : اس حدیث پاک میں اس بات کی صریح دلیل ہے کہ صحابی رسول حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی ظاہری وفات کے بعد حضور ﷺ کی قبر مبارک پر آئے اور حضور ﷺ کو [یارسول اللہ] کہہ کر پکارا اور حضور ﷺ سے آپ کی اُمت کیلئے بارش طلب کی تو اس حدیث میں صحابی کے عمل سے حضور ﷺ کے توسل کی صریح دلیل ہے۔

(۱):[بیھقی فی دلائل النبوۃ : ۱۱/۷]، (۲):[ابن حجر فی فتح الباری : ۲/۴۹۵]، (۳):[بخاری فی التاریخ : ۷/ ۳۰۴]، (٤):[ابن عبد البر فی الاستیعاب : ۲/۴۶۴]، (٥):[قسطلانی فی الاصابہ :۳/۴۸۴]، (٦):[تقی الدین سبکی فی شفاء السقام :۱۷۴]، (۷):[احمد بن محمد قسطلانی فی المواھب]، (۸):[محمد بن عبدالرزاق زرقانی فی شرح المواھب : ۸/۷۷]، (۹):[وفاء الوفاء : ۱/۴۲۱]، (۱۰):[مصنف ابن ابی شیبہ : ۱۲/۳۲]، (۱۱):[ازالۃ الخفاء للشاہ ولی اللہ :۶/۹۷]

اِجماعِ صحابۂ کرام

صحابۂ کرام کا اِس بات پر اِجماع واِتفاق ہے کہ اَنبیاءِ کرام وصالحینِ عظام کی ذوات سے وسیلہ جائز ہے، اِس پر کثیر دلائل موجود ہیں:

[۱]: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وسیلے کی روایت گزر چکی ہے.

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پیش کیا تو کسی بھی صحابی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اِعتراض نہ کیا، نہ قولی طور پر، نہ فعلی طور پر، اگر یہ عمل شرک ہوتا تو صحابۂ کرام ضرور اِعتراض کرتے۔

[۲]: حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے یزید بن اَسود رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے صحابۂ کرام وتابعینِ عظام کی موجودگی میں بارش طلب کی تھی جیسا کہ [طبقات ابن سعد: ۷/۴۴۴] میں روایت ہے مگر حاضرین صحابۂ کرام وتابعین میں سے کسی نے بھی اِنکار نہ کیا۔

[۳]۔حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کی رُوایت گزر چکی ہے، اِن کے عمل پر بھی کسی صحابی نے اِعتراض نہ کیا۔

Scanned by CamScanner

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ اُنہوں نے ایک بکری ذبح کی اُس قحط کے سال جس کو (عامُ الرمادۃ) کہا جاتا تھا، تو اُنہوں نے اُس بکری کو لاغر پایا تو اُنہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا: [وامحمدّاہ ! وا محمدّاہ !] پھر حضور ﷺ خواب میں تشریف لائے اور بشارت دی۔

[تاریخ ابن اثیر :۲/۲۳۵]. [البدایۃ والنہایۃ :۷/ ۱۹۱]

[۴]۔حضرت عثمان بن حنیف کا واقعہ بھی گزر چکا ہے۔

لہٰذا اِن تمام واقعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اَنبیاءِ کرام واَولیاءِ عظام کی ذوات سے وسیلہ پر تمام صحابہ کرام وتابعین کا اِجماعِ سکوتی منعقد ہو چکا ہے، اگر بالفرض یہ توسل پیش کرنا شرک ہوتا تو کبھی بھی صحابۂ کرام خاموش نہ رہتے بلکہ شرکیہ عمل کے خلاف ضرور آواز اُٹھاتے مگر تاریخ اور اَحادیث اِس بات کی شاہد ہیں کبھی بھی، کسی بھی صحابی اور تابعی نے ذواتِ اَنبیاء واولیاء کے توسل پر کبھی اِعتراض نہ کیا جو اِن کے اِجماعِ سکوتی ہونے کی دلیل ہے اور حضور ﷺ فرما چکے ہیں کہ تم پر میرے اور میرے خلفاء راشدین کے طریقہ کی اِتباع لازم ہے، اِسلئے جو کوئی بھی رسولِ پاک ﷺ ودیگر اَنبیاءِ کرام واَولیاءِ عظام کے وسیلہ پیش کرنے کو ناجائز وشرک کہے تو وہ صحابۂ کرام کے اِجماع کا منکر ہے اور جو صحابۂ کرام کے اِجماع کا منکر ہے وہ یا تو بددین ہے یا پھر گمراہ، لہٰذا صحابۂ کرام کے اِجماع کے خلاف کسی بددین اور گمراہ کی بات کو قبول کر کے ہم خود گمراہ ہو جائیں گے۔

مشکلات کے وقت اَللہ کے محبوبوں سے مدد چاہنا

یہ بات جان لیں کہ اَللہ کے محبوب بندے یعنی اَنبیاءِ کرام اور صالحینِ عظام سے اِن کی زندگی اور اِن کے مرنے کے بعد مدد چاہنا جائز ہے، علامہ اِبنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ [جوھرُ المنظم] میں فرماتے ہیں کہ اِس بات میں کوئی فرق نہیں کہ آپ لفظِ توسل یا تشفع یا اِستغاثہ یا توجہ کے ساتھ وسیلہ طلب کریں، اِسلئے کہ لفظِ توجہ [جاہ] سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے بلند مرتبہ اور بلند مرتبہ والے شخص کے ذریعے اِس سے اَعلیٰ مرتبے والے شخص کی طرف وسیلہ طلب کیا جا سکتا ہے۔

لفظِ اِستغاثہ کی تحقیق

اِس کا معنی ہے مدد طلب کرنا اور مدد طلب کرنے والا شخص مُسْتَغَاثْ بِہٖ (جس سے مدد طلب کی جاتی ہے) سے یہ بات طلب کرتا ہے کہ صرف وہ اُس کی مدد کرے، اُس کے علاوہ کوئی نہ کرے اگرچہ وہ غیر اُس سے اَعلیٰ مرتبے کا ہو، پس مسلمانوں کے دلوں میں حضور ﷺ سے اِستغاثہ اور توجہ طلب کرنے کا معنی یہی ہوتا ہے کہ حقیقتاً تو اَللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جاتی ہے اور مجازاً اَللہ تعالیٰ کے علاوہ کو سبب بنایا جاتا ہے اور کوئی بھی مسلمان اِس کے علاوہ کوئی معنی مراد نہیں لیتا، لہٰذا جس شخص کا سینہ نہیں کھولا گیا تو اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے نفس پر روئے، ہم اَللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔

اَنبیاء واَولیاء کا وسیلہ پیش کرنا اور اِن سے مدد طلب کرنا، اِس کا مطلب یہ ہے کہ اَنبیاء کرام واَولیاءِ عظام مقصود کو حاصل کرنے کیلئے اَسباب اور وسائل ہیں اور اور حقیقی کارساز صرف اَللہ تعالیٰ ہی ہے، اَللہ تعالیٰ نے اِن کو صرف وسائل بنایا ہے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے [مواھبُ اللّدنیہ] میں اور امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے [تاریخُ المدینہ] میں، علامہ اِبنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے [الجوھرُ المنظم] میں ذکر کیا ہے:

﴿ اَنَّ الْاِسْتِغَاثَةَ بِهٖ وَبِغَيْرِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ اَنَّمَا بِمَعْنَى التَّوَسُّلِ اِلَى اللّٰهِ بِجَاهِهِمْ وَالْمُسْتَغِيْثُ يَطْلُبُ مِنَ الْمُسْتَغَاثِ بِهٖ أَنْ يَّجْعَلَ لَهُ الْغَوْثَ مِمَّنْ هُوَ أَعْلٰى مِنْهُ، فَالْمُسْتَغَاثُ بِهٖ فِي الْحَقِيْقَةِ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَالنَّبِيُّ ﷺ وَاسِطَةٌ بَيْنَ الْمُسْتَغِيْثِ وَبَيْنَ الْمُسْتَغَاثِ بِهِ الْحَقِيْقِيِّ، فَالْغَوْثُ مِنْهُ تَعَالٰى إِنَّمَا يَكُوْنُ خَلْقًا وَإِيْجَادًا، وَالْغَوْثُ مِنَ النَّبِيِّ تَسَبُّبًا وَكَسْبًا ﴾

’’حضور ﷺ اور دیگر اَنبیاء واَولیاء سے مدد طلب کرنا اِس کا مطلب یہ ہے کہ اَللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اِن ہستیوں کے مرتبے کا وسیلہ پیش کرنا، پس مدد مانگنے والا تو [مُسْتَغَاثْ بِہٖ](جس سے مدد طلب کی جائے) سے یہی طلب کرتا ہے کہ اَللہ تعالیٰ اُس سے اَعلیٰ کی طرف سے اُس کیلئے

Scanned by CamScanner

مدد بنا دے، پس مُسْتَغَاث بِہٖ حقیقۃً تو اَللّٰہ تعالیٰ ہی ہے جبکہ حضور ﷺ تو مُسْتَغَاث بِہٖ اور مُسْتَغَاث (مدد طلب کرنے والا) کے درمیان ایک وسیلہ ہیں، لہٰذا یقیناً مُسْتَغَاث بِہٖ اَللّٰہ ہی ہے اور اَللّٰہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا بطورِ تخلیق اور اِیجاد ہے (یعنی وہ مدد کو پیدا کرنے والا ہے) اور حضور ﷺ مجازاً مُسْتَغَاث بِہٖ ہیں اور آپ سے مدد طلب کرنا بطورِ کسب اور سبب کے ہے، اِس اِعتبار سے کہ آپ اَللّٰہ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے کیونکہ اَللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو بلند مرتبہ ومقام عطا کیا ہے، پس آپ تو اِس مرتبہ پر ہیں کہ اَللّٰہ تعالیٰ نے آپ کے بارے اِرشاد فرمایا:

﴿ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ﴾ (الانفال: ۱۷)

''اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی، تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اَللّٰہ نے پھینکی تھی۔''

یعنی اے محبوب! آپ نے رمی نہیں کی بطورِ تخلیق اور اِیجاد بلکہ آپ نے بطورِ کسب اور سبب کے رمی کی ہے لیکن اَللّٰہ تعالیٰ نے بطورِ تخلیق اور اِیجاد کے کی ہے۔

اِسی طرح اَللّٰہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے:

﴿ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ﴾ (الانفال: ۱۷)

''پس تم نے اُنہیں قتل نہ کیا بلکہ اَللّٰہ نے اُنہیں قتل کیا۔''

اور حضور ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے ﴿ مَاۤ اَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ ﴾

''میں نے تمہیں سوار نہیں کیا بلکہ اَللّٰہ نے تمہیں سوار کیا ہے۔'' [صحیح بخاری ۸/۱۸۲]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ [اَشِعَّةُ اللَّمْعَات] میں فرماتے ہیں:

''جو شخص آپ کی زندگی میں مدد طلب کرتا تھا، وہ آپ کی وفات کے بعد بھی مدد طلب کرسکتا ہے۔''

حضرت اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِمام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبرِ اَنور مجرب تریاق ہے۔

اَقوالِ حنفیہ

[۱]: [طریقہ محمدیہ] کی شرح [بریقہ] میں ہے کہ اَنبیاء وصالحین کی وفات کے بعد اِن

سے وسیلہ اور مدد طلب کرنا جائز ہے اِسلئے کہ معجزہ وکرامت موت کے ساتھ ختم نہیں ہوتے۔

[۲]: حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ [لمعات] میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر درانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبرِ اَنور میں اِس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں کرتے تھے۔

[۳]: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ عظام میں سے کسی نے کہا ہے کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبر میں بھی تصرف کرتے ہیں:

حضرت معروف کرخی، حضرت عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ عقیل بخی، حضرت شیخ حیات جیلانی۔

[۴]: حضرت اِمام جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ [مثنوی شریف] میں فرماتے ہیں:

ہر وہ شخص جو آسمانوں پر جاسکتا ہے اُس کیلئے زمین پر جانا کون سا مشکل ہے۔

[۵]: سیدی احمد بن زروق رحمۃ اللہ علیہ جو [کتاب الحکم] کے شارح ہیں اور عظیم فقہاء میں سے ہیں اور مغربی ممالک میں علماءِ صوفیہ میں سے ہیں، آپ [قطبُ الارشاد] میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا کہ زندہ لوگوں کی اِمداد قوی ہے یا فوت شدہ کی؟ تو میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ زندہ لوگوں کی اِمداد قوی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ فوت شدہ لوگوں کی اِمداد قوی ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں! اِسلئے کہ وہ بارگاہِ حق میں ہیں۔

[۶]: سید جمال مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک فتویٰ میں سوال پوچھا گیا کہ جو شخص حالتِ مصائب میں یارسول اللہ، یاعلی، یا شیخ عبدالقادر کہتا ہے تو یہ کہنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ یہ درست ہے کیونکہ اَولیاء سے مدد طلب کرنا اور اُن کو ندا دینا اور اُن کا وسیلہ پیش کرنا جائز اور مستحب عمل ہے اور اِس کا اِنکار صرف ہٹ دھرم اور نافرمان ہی کرسکتا ہے، جو اَولیاءِ کرام کی برکت حاصل کرنے سے محروم ہے۔

[۷]: علامہ رملی حنفی رحمۃ اللہ علیہ [فتاوی خیریہ] میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ یا شیخ عبدالقادر کہتے ہیں تو یہ نداء ہے، اِس کے حرام ہونے کا کوئی سبب نہیں۔

[۸]: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اِس مقام میں طویل گفتگو کی ہے

Scanned by CamScanner

تا کہ منکرین کی ناک خوک آلود ہو، اِسلئے کہ ہمارے زمانے میں ایک چھوٹی سی جماعت پیدا ہوئی ہے جو اَولیاءِ کرام سے اِستمداد کا اِنکار کرتے ہیں اور اُن کی یہ بات صرف کہنے کی حد تک ہے، اُن کے پاس اِس کی کوئی دلیل نہیں بلکہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اور جذبُ القلوب میں ہے کہ تمام اَہلسنت والجماعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اَولیاءِ کرام اِمداد کرتے ہیں لیکن نجدی بیوقوف حق بات کو جانتے ہوئے بھی اِس کا اِنکار کرتے ہیں۔

[۹]: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روضۂ مقدسہ کی حاضری کے وقت یہ اَشعار پڑھے:

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ ، يَا كَنْزَ الْوَرٰى
جُدْلِيْ بِجُوْدِكَ وَاَرْضِنِيْ بِرَضَاكَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ لَمْ يَكُنْ
لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

اے ساری مخلوق سے بزرگ وبرتر ، اے نعمتِ اِلٰہی کے خزانے اپنی سخاوت سے مجھے بھی عطا فرما اور مجھ پر اپنی رضا کے ساتھ راضی ہو جا میں آپ کے جود و کرم کا اُمیدوار ہوں آپ کے سوا مخلوق میں ابوحنیفہ کا کوئی حامی و مددگار نہیں

اور صورتِ نداء تو تشہد میں بھی موجود ہے جس کو ہر مسلمان ہر نماز میں پڑھتا ہے اور کہتا ہے:

[اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَاالنَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ]

اَقوالِ شافعیہ

حضرت شیخ الاسلام شہاب رَملی انصاری شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اِس بارے پوچھا گیا کہ عام لوگ مصائب کے وقت یا شیخ فلاں کہتے ہیں اور اِس کے علاوہ اَنبیاء، رُسل اور صالحین سے مدد مانگتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ تو آپ نے جواب میں صراحت فرمائی کہ اَنبیاء ورُسل واَولیاءِ صالحین سے اِن کی

وفات کے بعد مدد طلب کرنا جائز ہے۔

شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے [کتابُ شفاءِ السقام] میں کہا ہے کہ اَللّٰہ کے تمام نیک بندوں کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے اور خاص طور پر رسولِ اکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے ، یہ ایسی بات ہے کہ اِس کیلئے کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں اور علامہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد بزرگوں کی کرامت کا اِنکار صرف فاسد عقیدہ والا ہی کرتا ہے۔

اور علامہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب [اَلصَّوَاعِقُ الْمُحْرِقَه] میں فرمایا ہے کہ حضرت اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آلُ النَّبِيِّ ذَرِيْعَتِيْ . وَهُمْ اِلَيْهِ وَسِيْلَتِيْ
اَرْجُوْ بِهِمْ اُعْطٰى غَدًا . بِيَدِيْ الْيَمِيْنِ صَحِيْفَتِيْ

''حضور ﷺ کی آل میرا ذریعہ ہے اور حضور ﷺ کی آل میرے لئے حضور ﷺ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے، میں اُن کے صدقے سے اُمید رکھتا ہوں کہ اَللّٰہ تعالیٰ کل بروزِ محشر میرے دائیں ہاتھ میں میرا نامۂ اَعمال دے گا''

شافعیوں کے مفتی حضرت عارف باللّٰہ شیخ حسین دجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يَا خَيْرَ مَوْلٰى عَنِ الْجَانِيْ الْمُسِيْءِ عَفَا
وَ طَابَ مِنْ طِيْبِهِ الْعَرَبُ الْبُهَالِيْلُ
مَاثَمَّ لِلْعَبْدِ مَلْجَا غَيْرُ سَيِّدِهِ
وَمَالَهٗ فِيْ سِوٰى عُلْيَاكَ تَامِيْلُ

''اے بہترین اِحسان کرنے والے گناہوں کے مرتکب پر معافی فرما اور آپ کے چمک سے عرب کے جامع الصفات بڑے بڑے سرداروں کے دل خوش ہوگئے''

''بندے کیلئے آپ کے علاوہ کوئی مددگار نہیں اور بندے کو آپ کی بلند بارگاہ کے علاوہ

Scanned by CamScanner

کسی سے اُمید نہیں۔"

اَقوالِ مالکیہ

حضرت علامہ ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ مالکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب [مِصْبَاحُ الظَّلَامِ فِی الْمُسْتَغِیْثِیْنَ بِخَیْرِ الْاَنَامِ] میں فرماتے ہیں کہ اِستغاثہ، توسل، سفارش اور توجہ اِن میں سے ہر ایک ہر حالت میں واقع ہے، حضور ﷺ کی تخلیق سے پہلے اور حضور ﷺ کی تخلیق کے بعد، آپ کے زمانۂ حیات میں اور آپ کی وفات کے بعد، زمانۂ برزخ اور زمانۂ قیامت میں بھی یہ اُمور واقع ہوں گے۔

اور علامہ ابن ابو جمرہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بھی مسجدِ نبوی میں آتا تو صرف نماز کیلئے بیٹھتا، اِس کے علاوہ ہمیشہ کھڑا رہتا یہاں تک کہ سواریاں کوچ کر جاتیں اور میں بقیع اور اُس کے علاوہ جگہ نہ جاتا اور حضور ﷺ کے علاوہ کسی کو نہ دیکھتا حالانکہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں بقیع جاؤں، پس میں کہتا کہ میں کہاں جاؤں گا حالانکہ یہاں اللہ کا دروازہ سائلین، طالبین، منکسرین مضطرین اور فقراء و مساکین کیلئے کھلا ہے اور یہاں پر ایسا شخص کوئی نہ تھا جو میری طرح اِرادہ کرتا۔

وسیلہ اور استغاثہ کے جائز ہونے پر ایک دلیل یہ بھی ہے جس کو حضرت شیخ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ کہف کے تحت ذکر کیا ہے... بعض علماء نے کہا کہ اپنی اولاد کو اہل کہف کے نام یاد کرواؤ کیونکہ اگر یہ اَسماء تمہارے دروازے پر لکھے ہوں گے تو وہ کبھی نہ جلے گا اور اگر کسی سامان پر لکھے ہوں گے تو وہ کبھی چوری نہ ہوگا اور اگر کسی سواری پر لکھے ہوں گے تو وہ کبھی نہ ڈوبے گی۔

اَقوالِ حنابلہ

حضرت عبدالحی بن عماد دمشقی رحمۃ اللہ علیہ [شذراتُ الذھب] میں فرماتے ہیں کہ اَہلِ قبور کے مرنے کے بعد اِن کی کرامات اَکابر علماءِ محدثین کے نزدیک مسلم (ثابت شدہ) ہیں اور اِن کی کرامات کا کسی نے اِنکار نہیں کیا سوائے رذیل اور جاہل لوگوں نے۔

حضرت ساوی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ [کتابُ المُستَوعِب] میں فرماتے ہیں:

پھر وہ قبرِ اَنور کی دیوار کے پاس آئے اور اُس کے کنارے پر کھڑا ہو جائے اور قبرِ مبارک کو اپنے چہرے کے سامنے رکھے اور قبلہ شریف کو اپنی پیٹھ پیچھے رکھے اور منبر شریف کو اپنے بائیں جانب رکھے اور سلام و دعا ذکر کرے۔

دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے: کہ اے اللہ! تونے اپنی کتابِ عزیز میں اپنے نبی کے بارے اِرشاد فرمایا: ﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک﴾

"اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اِن کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔"

اور بے شک میں تیرے نبی کی بارگاہ میں بخشش طلب کرنے کیلئے آیا ہوں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے لئے بخشش لازم کر دے جیسا کہ تو اُس شخص کو بخش دیتا تھا جو حضور ﷺ کے پاس آپ کی حیات میں آتا تھا:

پھر کہے: ﴿اللّٰھم انی اتوجه الیک بنبیک﴾

"اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے صدقے سے توجہ کرتا ہوں"

حضرت شیخ عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قطبوں کے سولہ جہاں ہیں گھیرنے والے، دنیا و آخرت اِن جہانوں میں سے ایک ہیں اور اِن کو صرف وہی شخص پہچانتا ہے جو مقامِ قطبیت کے ساتھ متصف ہے اور اِسی طرح امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے [کتابُ الیواقیت والجواھر] میں فرمایا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر نے [سِرُّ الاسرار فیما یُحتاج الیه الابرارُ المؤمنین] میں فرمایا ہے:

﴿اَلْمُؤْمِنُوْنَ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارِ الْفَنَآءِ اِلٰی دَارِ الْبَقَآءِ﴾

"اَنبیاءِ کرام و اَولیاءِ عظام مرتے نہیں بلکہ دارِ فنا سے دارِ بقاء کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔"

Scanned by CamScanner

اِسی طرح حضور ﷺ کا اِرشاد کافی ہے:

﴿ اَلْاَنْبِیَآءُ وَالْاَوْلِیَآءُ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ کَمَا یُصَلُّوْنَ فِیْ بُیُوْتِھِمْ ﴾

(۱): [ابو نعیم فی الحلیة الاولیاء]، (۲): [ابو یعلی فی المسند]، (۳): [البیھقی فی کتاب حیاة الانبیاء]

''اَنبیاءِ کرام اور اَولیاءِ عظام اپنی قبور میں اِسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھتے تھے۔''

مخالفین کے چند اِعتراضات اور اُن کے تحقیقی جوابات

[**اِعتراض**]: [۱]:

خارجیوں نے جن مسائل میں اُمت مسلمہ کو مشرک و کافر کہا اُن میں سے ایک مسئلہ انبیاء کرام و اولیاء عظام کا اَللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنا، اَنبیاء و اَولیاء سے مدد طلب کرنا اور اَنبیاء و اولیاء کی قبور کی زیارت کرنا ہے، اِن نجدیوں خارجیوں نے اِس کی سخت تردید کی اور اِسے حرام قرار دیا ہے، بلکہ اِنہوں نے وسیلہ طلب کرنے والے لوگوں کو کافر قرار دیا اور اِنہیں بت پرست مشرکین میں سے شمار کیا بلکہ اُن مشرکین سے بدحال قرار دیا یہ کہتے ہوئے کہ مشرکین نے تو صرف اُلوہیت میں شرک کیا تھا جبکہ وسیلہ پرست مشرکین نے اُلوہیت اور عبودیت دونوں میں شرک کیا اور دوسری دلیل یہ دی کہ مشرکین مکہ تو دائمی شرک نہیں کرتے تھے بلکہ جب وہ خوشحالی میں ہوتے تو اُلوہیت میں شرک کرتے جبکہ تنگدستی میں وہ بھی صرف اَللہ تعالیٰ سے ہی مانگتے تھے۔

[**جواب**]: **محترم سامعین!** یہ تو عقیدہ تھا خارجیوں اور نجدیوں کا جبکہ حقائق کیا ہیں؟ اور کیا قرآن وسنت اور صحابہ کرام کے طریقے کے مطابق یہ عقیدہ کہاں تک درست ہے؟ اِس بات کو جاننے کیلئے تعصب اور ہٹ دھرمی کے پردے ہٹا کر جو دلائل ہم ذکر کریں گے، اُن پر غور کریں اور پھر فیصلہ آپ کیجئے گا کہ خارجیوں اور نجدیوں کا عقیدہ کہاں تک درست ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ خارجیوں کو مغالطہ ہوا کیونکہ اُنہوں نے وہ تمام آیات جو مشرکین اور بتوں کے بارے نازل ہوئیں، وہ مومنین پر چسپاں کردیں جس کی وجہ سے اَصل مسئلہ کی صورت اُن کیلئے سمجھنا مشکل ہوگئی تو آیئے سب سے پہلے ہم وہ آیات ذکر کرتے ہیں جو مشرکین کے بارے نازل ہوئیں مگر خارجیوں نے وہ مومنین پر چسپاں کردیں:

﴿ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ﴾ [الجن: ۱۸]

[۱]: ﴿ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ (ایتعبدون) مِنْ دُوْنِهٖ (ای غیرہ وھم الاصنام) ﴾

[الفاطر: ۱۳] [جلالین: ۳۶۵]

[۲]: ﴿ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ (ای یعبدون) مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (ای وھم الاصنام) ﴾

[النحل: ۲۰] [جلالین: ۲۱۷]

تفسیر کشاف میں ہے: [وَالْاٰلِھَةُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ]

''وہ خدا جن کی کفار عبادت کرتے تھے۔'' [الکشاف: ۲/ ۵۲۱]

تفسیر کبیر میں ہے: [فَاعْلَمْ اَنَّهٗ تَعَالٰی وَصَفَ ھٰذِهِ الْاَصْنَامَ بِصِفَاتٍ کَثِیْرَةٍ فَالصِّفَةُ الْاُوْلٰی: اَنَّھُمْ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا، اَلصِّفَةُ الثَّانِیَةُ: اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ]

''پس تو جان کہ اَللہ تعالیٰ نے اِن بتوں کو کثیر صفات سے متصف کیا، پس پہلی صفت یہ بیان کی کہ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرسکتے، دوسری صفت یہ ہے کہ یہ بت مردہ ہیں، زندہ نہیں ہیں۔'' [تفسیر کبیر: المجلد العاشر: ۲۰/ ۱۵]

[۳]: ﴿ قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ (تعبدون) مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (ای الاصنام) ﴾

[الاحقاف: ۳۶] [جلالین: ۴۱۲]

تفسیر کبیر میں ہے: (وھی الاصنام) [تفسیر کبیر: المجلد الرابع عشر: ۲۸/ ۳]

[۴]: ﴿ قُلِ (للکفارۃ مکۃ) ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ (ای زعمتموھم الھة) ﴾

[السباء: ۲۲] [جلالین: ۳۶۱]

Scanned by CamScanner

تفسیر کشاف میں ہے: [عَبَدْتُمُوْهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ]

''جن بتوں کی تم اَللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ عبادت کرتے ہو۔'' [تفسیر الکشاف : ۳/ ۵۸۸]

[۵]: ﴿ يَدْعُوْ (یعبد) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (من الصنم) ﴾ [الحج: ۱۲] [جلالین : ۲۷۹]

تفسیر کبیر میں ہے: [فَالْاَقْرَبُ اَنَّهُ الْمُشْرِكُ الَّذِىْ يَعْبُدُ الْاَوْثَانَ]

[تفسیر کبیر :المجلد الثانی عشر: ۲۳/ ۱۴]

''زیادہ قریب یہ ہے کہ (اس آیت سے مراد) وہ مشرک ہو جو بتوں کی پوجا کرتا ہے۔''

[۶]: ﴿ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ (یعبدون) مِنْ دُوْنِهٖ (ای غیرہ وھم الاصنام) ﴾

[الرعد: ۱۴] [جلالین : ۲۰۲]

تفسیر کشاف میں ہے: [وَالْاٰلِهَةُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْهُمُ الْكُفَّارُ] [تفسیر الکشاف : ۲/ ۴۹۱]

''وہ خدا جن کی کفار عبادت کرتے تھے۔''

تفسیر کبیر میں ہے: [يَعْنِى الْاٰلِهَةَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَهُمُ الْكُفَّارُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ]

[تفسیر کبیر : المجلد العاشر . ۱۹/ ۲۹]

''وہ خدا جن کی کفار اَللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں۔''

[۷]: ﴿ قَالُوْا اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ (تعبدون) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾

[الاعراف: ۳۷] [جلالین : ۱۳۲]

تفسیر کبیر میں ہے: [مَعْنَاهُ : اَيْنَ شُرَكَاءُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَدْعُوْنَهُمْ وَتَعْبُدُوْنَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ] [تفسیر کبیر : المجلد السابع : ۱۴/ ۴۲]

''مطلب یہ ہے کہ کہاں ہیں تمہارے وہ شرکاء جن کو تم پکارتے ہو اور اَللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ جن کی تم عبادت کرتے ہو۔''

[۸]: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ (تعبدون) ﴾ [الاعراف: ۱۹۴] [جلالین: ۱۴۶]

تفسیر کشاف میں ہے: [تَعْبُدُوْنَهُمْ وَتُسَمُّوْنَهُمْ اٰلِهَةً مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ]

[تفسیر کشاف : ۲/ ۱۷۸]

''اَللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ جن خداؤں کی تم عبادت کرتے اور جن کو تم خدا کہتے ہو۔''

تفسیر خازن میں ہے: [يَعْنِى اَنَّ الْاَصْنَامَ الَّتِىْ يَعْبُدُهَا هٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكُوْنَ]

[تفسیر خازن : ۲/ ۱۶۹]

''یعنی وہ بت جن کی یہ مشرک عبادت کرتے ہیں۔''

تفسیر معالم التنزیل میں ہے: [تَعْبُدُوْنَهُمْ وَتُسَمُّوْنَهُمْ اٰلِهَةً]

[تفسیر معالم التنزیل حاشیہ علی الخازن : ۲/ ۱۶۹]

''جن خداؤں کی تم عبادت کرتے اور جن کو تم خدا کہتے ہو۔''

تفسیر طبری میں ہے: [يَقُوْلُ جَلَّ ثَنَاءُكَ لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ]

[تفسیر طبری :المجلد السادس : ۹/ ۱۰۳]

تفسیر قرطبی میں ہے: ﴿ تَدْعُوْنَ (تعبدون) ﴾ [تفسیر قرطبی:المجلد الرابع ۷/ ۲۱۷]

تفسیر کبیر میں ہے: [اَلْمَقْصُوْدُ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِقَامَةُ الْحُجَّةِ عَلٰى اَنَّ الْاَوْثَانَ لَا تَصْلُحُ لِلْاِلٰهِيَّةِ] [تفسیر کبیر :المجلد الثانی: ۱۵/ ۹۰]

''اِس آیت سے مقصود اِس بات پر حجت قائم کرنا ہے کہ بت معبود بننے کی صلاحیت نہیں ہے۔''

[۹]: ﴿ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ (ای الاصنام) ﴾ [الاعراف : ۱۹۸] [جلالین: ۱۴۶]

تفسیر کبیر میں ہے: [اَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ وَصْفُ الْاَصْنَامِ]

[تفسیر کبیر : المجلد الثامن : ۱۵/ ۹۴]

''اِس سے مراد بتوں کی صفت بیان کرنا ہے۔''

[۱۰]: ﴿ وَلَا تَدْعُ (تعبد) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ (ای عبدته) وَلَا يَضُرُّكَ (ان لم تعبده) ﴾ [یونس: ۱۰۶] [جلالین: ۱۴۶]

تفسیر کبیر میں ہے: [قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ اَنَّهُ تَعَالٰى لَمَّا بَيَّنَ فِى الْاٰيَةِ الْاُوْلٰى

Scanned by CamScanner

فِیْ صِفَةِ الْاَصْنَامِ اَنَّهَا لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ] [تفسیر کبیر : المجلد التاسع: ۱۷/ ۱۴۵]

"مفسرینِ کرام فرماتے ہیں کہ جب اَللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں بتوں کی یہ صفت بیان کی کہ وہ نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں تو دوسری آیت میں یہ بیان کیا کہ وہ کسی چیز کو پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں ہیں۔"

[۱۲]: ﴿ قُلْ اَرَاَیْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ (تعبدون) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (ای غیرہ وھم الاصنام)﴾ [فاطر: ۴۰] [جلالین: ۳۶۷]

محترم قارئین ! یہ کس قدر ستم ظریفی ہے اُن لوگوں کی جو قرآنِ حکیم کو صحیح نہ سمجھنے کی وجہ سے مومنوں کو مشرک کہتے رہتے ہیں اور کس قدر بد بخت ہیں وہ لوگ جو قرآنِ حکیم کی غلط تشریحات کرتے ہیں حالانکہ یہ معاملہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ قرآنِ پاک میں کسی بھی مقام میں اَنبیاءِ کرام علیہم السلام اور اَولیاءِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کو پکارنا شرک نہیں کہا گیا، یہ خارجی بدبخت اَزخود قرآنِ حکیم کی غلط تشریحات کرکے صحیح مومنوں کو مشرک کہتے ہیں، اِن تمام آیاتِ مبارکہ کے حوالہ جات ایسے لوگوں کیلئے تازیانہ ہے، اگر یہ لوگ تعصب کے پردے ہٹا کر ذرا اِن آیات کے حوالہ جات پر غور وفکر کریں تو دل کی دُنیا اِنشاءَ اللہ روشن ہوجائے گی۔

محترم قارئین ! یاد رہے کہ یہ تمام مفسرین کے حوالہ جات قدیم تفسیروں کے ہیں، یہ اُس وقت کی تفسیریں ہیں جس وقت موجودہ فرقوں کا وجود بھی نہیں تھا، لہذا اِن کے حوالہ جات اِنتہائی معتبر ہیں اور قرآنِ حکیم کی بالکل صحیح تصویر ہے، اِسلئے ہم خارجیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ آج سے دوسو سال قبل کی کسی ایک تفسیر سے کسی صحابی، کسی تابعی یا کسی مفسر کا قول ہی پیش کردیں جس میں یہ بیان ہو کہ قرآنِ پاک میں [تدع] دون اللہ کے ساتھ اِستعمال ہوا ہو اور اُس کا معنی پکارنا کیا گیا ہو اور اِس سے مراد اَولیاءُ اللہ ہوں تو ہم اپنے عقیدے پر غور کرنے کیلئے تیار

ہوجائیں گے ورنہ مخالفین کو چاہیے کہ جب حق واضح ہوجائے تو اُسے قبول کرلیں، لہذا وہ اپنے غلط عقیدے سے توبہ کرکے اِسلام کے صحیح عقیدے کو اپنائیں۔

ضروری وضاحت

اِن تمام آیات کے تفسیری حوالہ جات سے یہ باتیں ثابت ہوئیں:

[۱]: وہ تمام آیات جن کو مخالفین اَولیاءُ اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ پر چسپاں کرتے ہیں، وہ سب مشرکین کے بارے نازل ہوئیں جو بتوں کی پوجا کرتے تھے۔

[۲]: یہ بات ثابت ہوئی کہ ایسی تمام آیات جن میں **[یدعون]** کے ساتھ **[من دون اللہ]** ہے، وہاں تمام قدیم معتبر ومستند مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک **[یدعون]** بمعنی [یعبدون] ہے اور [**من دون اللہ**] سے مراد کفار کے بت ہیں جبکہ اَولیاءُ اللہ مراد نہیں ہیں۔

[۳]: تمام آیات کے حوالہ جات سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ بتوں کی عبادت کرنا، اُن کو پوجنا شرک ہے جبکہ اَولیاءُ اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کو مشکل کے وقت پکارنا اِن آیات سے شرک ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ کسی بھی معتبر ومستند مفسر نے یہ مراد نہیں لیا، لہذا قرآنِ پاک کی اِن آیات میں اَولیاءُ اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کو مراد لینا قرآنِ پاک میں اَزخود تحریف کرنے کے مترادف ہے جو صریح گمراہی اور بے دینی ہے۔

[**اعتراض**]: [۲]: جس طرح کفار بتوں کو تقربِ اِلٰہی کا وسیلہ سمجھتے تھے، اِسی طرح تم بھی اَولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو تقربِ اِلٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہو، لہذا کفار کے بتوں اور تمہارے ولیوں کے درمیان کیا فرق ہوا؟

[**جواب**]: [۱]: رَبّ تعالیٰ نے کہیں بھی اَولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا وسیلہ ماننے کو کفر نہیں کہا بلکہ اِن کے پوجنے کو شرک کہا ہے جبکہ کوئی بھی مسلمان اِن کو پوجتا نہیں ہے

Scanned by CamScanner

بلکہ اِن کا وسیلہ پیش کرتا ہے۔

[۲]: مشرکین نے بتوں کو وسیلہ بنایا جو خدا تعالیٰ کے دشمن ہیں جبکہ مسلمان اَللہ ﷻ کے پیاروں کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، یہ کفر نہیں بلکہ ایمان ہے، دیکھو مشرک لوگ گنگا راوی کا پانی لاتا ہے تو مشرک، مسلمان آبِ زم زم لاتا ہے تو مومن کیونکہ مسلمان آبِ زم زم کی تعظیم اِسلئے کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ پانی حضرت اِسماعیل علیہ السلام کا معجزہ ہے اور پیغمبر کی تعظیم ایمان ہے، اِسی طرح مشرک پتھر کے آگے سر جھکاتا ہے تو مشرک و کافر جبکہ مسلمان کعبہ کے سامنے سر جھکائے تو مسلمان، بلکہ حجرِ اَسود کو چومتے ہیں پھر بھی مسلمان ہی رہتے ہیں، آخر اَیسا کیوں؟ اِسلئے کہ کافر کے پتھر کو بت سے نسبت ہے اِسلئے وہ بت کی تعظیم کی وجہ سے کافر جبکہ خانہ کعبہ اور حجرِ اَسود کو نبیوں سے نسبت ہے لہٰذا اِن کی تعظیم کی وجہ سے یہ مومن ہے۔

[۳]: مشرکین بتوں میں خدائی اَثر اور اُن کو جھوٹا خدا مان کر مدد مانگتے تھے جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اَللہ ﷻ کا بندہ کہتے تھے، پھر خدا کہنے لگے جبکہ اَہلِ سنت کا کوئی بھی فرد اَنبیاءِ کرام علیہم السلام واَولیاءِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کو خدا کے بیٹے یا خدا نہیں کہتے۔

[**اِعتراض**]: [۳]: یہ تمام آیات جو مشرکین کے بارے نازل ہوئی تھیں، مگر اِبنِ وہاب نے سمجھا کہ جو شخص بھی رسولِ پاک ﷺ سے مدد مانگے یا حضور ﷺ کا وسیلہ پیش کرے یا حضور ﷺ کے علاوہ دیگر اَنبیاءِ کرام اور اَولیاءِ عظام وصالحین کا وسیلہ پیش کرے یا اِن کو پکارے یا اِن سے شفاعت طلب کرے یا اِن کی قبور کی زیارت کرے تو وہ شخص مشرکین میں شمار ہوتا ہے مذکورہ آیات کے مفہوم کے عام ہونے کی وجہ سے کیونکہ یہ آیات اگرچہ مشرکین کے بارے نازل ہوئی مگر عمومِ لفظ کا اِعتبار کریں گے، سبب کے خاص ہونے کا اِعتبار نہیں کریں گے:

[**جواب**]: ہم کہتے ہیں کہ ہمیں اِس بات پر کوئی اِعتراض نہیں کہ عمومِ لفظ کا اِعتبار ہوتا

ہے مگر ہم یہ کہتے کہ یہ آیات کسی بھی صورت میں اَنبیاءِ کرام واَولیاءِ عظام پر لاگو نہیں ہوتیں، کیونکہ مذکورہ تمام آیات میں دعا کا معنی پکارنا نہیں بلکہ عبادت کرنا ہے اور کوئی بھی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ انبیاء واولیاء عبادت کے مستحق ہیں یا وہ ذاتی طور پر کسی بھی قسم کے نفع نقصان کے مالک ہیں بلکہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء واولیاء اَللہ کے معزز بندے اور اُس کی مخلوق ہیں لیکن اِن کا مرتبہ ومقام عام اِنسانوں سے کئی درجہ بڑھ کر ہے اور اللہ تعالیٰ اِن کے بلند مرتبے کی وجہ سے اِن کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اِن کی سفارش کو قبول کرتا ہے اور اِن کی قبور کی زیارت کے وقت بھی مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اِن کی قبور سے برکت حاصل کی جائے کیونکہ یہ اَللہ کے محبوب ہیں، اَللہ تعالیٰ نے اِن کو عام بندوں میں سے منتخب کر کے نبوت وولایت کے ساتھ اَعلیٰ اِعزاز عطا فرمایا ہے، لہٰذا اِن کی برکت سے اَللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔

[**اِعتراض**]: [۴]: پھر خارجی نجدی یہ کہتے ہیں کہ مشرکین بھی جب بتوں کی پوجا کرتے تو بعینہ یہی عذر پیش کرتے تھے جیسا کہ اَللہ تعالیٰ نے اِن کے عقیدے کا ذکر فرمایا:

﴿مَانَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَا اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى﴾ [الزمر :۳]

”ہم اُن کی عبادت نہیں کرتے مگر اِسلئے کہ وہ ہمیں اَللہ تعالیٰ کے قریب کردیں۔“

پس مشرکین بھی بتوں کے بارے یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے کہ وہ کسی چیز کو اِیجاد کرتے ہیں بلکہ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ خالق تو صرف اَللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ اِرشاد ہوا:

﴿ وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ﴾ [الزخرف :۸۷]

”اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ اُن کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ کہیں گے کہ اَللہ نے۔“

﴿ وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ﴾ [العنکبوت : ۶۱]

Scanned by CamScanner

"اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا تو وہ کہیں گے کہ اَللہ نے۔"

پس اَللہ تعالیٰ نے اِن پر کفر کا حکم لگایا ہے اِن کے اِس قول کی وجہ سے [لیقربونا الی اللہ زلفی] تو اِسی طرح جو لوگ نبیوں اور ولیوں کا وسیلہ پیش کرتے ہیں وہ بھی مشرکین کی طرح ہی کہتے ہیں۔

[**جواب**]: خارجیوں کے اِس اِعتراض کے کئی جواب ہیں:

[۱]. بے شک مشرکین نے تو بتوں کو خدا مانا تھا جبکہ مسلمان قطعی طور پر صرف ایک ہی خدا مانتے ہیں اور اَنبیاءِ کرام اور اَولیاءِ عظام تو اَللہ کے ولی ہیں، اَللہ نہیں ہیں، یہ کبھی بھی نبیوں ولیوں کو خدا نہیں کہتے۔

[۲]. مشرکین یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ بت مستحقِ عبادت ہیں جبکہ مسلمان قطعاً یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ اَنبیاء واَولیاء اَدنیٰ سی بھی عبادت کے مستحق ہیں، عبادت کا مستحق صرف ایک اَللہ ہے۔

[۳]. مشرکین نے بالفعل اِن بتوں کی عبادت کی تھی جیسا کہ اَللہ تعالیٰ نے فرمایا: [وما نعبدھم الا لیقربونا] جبکہ مسلمان اَنبیاء واَولیاء کی کسی بھی صورت میں عبادت نہیں کرتے، صرف اِن کو دُعا کی قبولیت کیلئے وسیلہ بناتے ہیں۔

[۴]. مشرکین بتوں کی پوجا کر کے اَللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا اِرادہ کرتے تھے جیسا کہ اَللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے مگر مسلمان اَنبیاء واَولیاء کا وسیلہ پیش کر کے یقیناً اَللہ تعالیٰ کا قرب نہیں حاصل کرتے کیونکہ قربِ اِلٰہی بھی عبادت کی قسم ہے جبکہ مسلمان تو وسیلہ پیش کر کے صرف برکت حاصل کرتے ہیں اور اِن کی سفارش طلب کرتے ہیں تو یقیناً برکت حاصل کرنا اور چیز ہے اور قربِ اِلٰہی اور چیز ہے۔

[۵]. مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ اَللہ تعالیٰ آسمانوں میں جسم کی صورت میں موجود ہے اِسی

لئے وہ اَللہ تعالیٰ کا قربِ حقیقی پانے کیلئے بتوں کو ذریعہ بناتے تھے جبکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اَللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے تو پھر اُس کا قربِ حقیقی حاصل کرنا ممکن ہی نہیں، صرف ولیوں کے توسل سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔

شرک کی اَقسام

[۱]: شرکِ مستقل اور وہ یہ ہے کہ دو مستقل خداؤں کو ثابت کرنا جیسا کہ مجوسی کرتے تھے۔

[۲]: شرکِ تبعیض اور وہ یہ ہے کہ متعدد خداؤں سے ایک خدا کو مرکب کرنا جیسا کہ عیسائی کرتے تھے۔

[۳]: شرکِ تقرب اور وہ یہ ہے کہ اَللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا تاکہ اَللہ تعالیٰ اُس کے قریب ہوجائے جیسا کہ مشرکینِ مکہ کرتے تھے۔

اَلحمدللہ! اَنبیاء واَولیاء کا وسیلہ پیش کرنے والے مسلمانوں میں مذکورہ شرک کی کوئی صورت نہیں پائی جاتی کیونکہ مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عرب کے جاہل مشرکین کی حالت کسی بھی صورت میں اَنبیاء واَولیاء کا وسیلہ پیش کرنے والے مسلمانوں پر صادق نہیں آتی، اِسلئے کہ مشرکین تو بتوں کو معبود سمجھتے تھے اور معبود بھی ایسے جو مستحقِ عبادت ہیں اور وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ بت ذاتی طور پر نفع نقصان کے مالک ہیں، لہٰذا مشرکین کے اِس عقیدے نے اُن کو شرک میں ڈال دیا جبکہ مسلمان قطعی طور پر یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔

[**اعتراض**]: [۵]: نجدی یہ کہتے ہیں کہ کسی سے مدد مانگنا یہ دعا ہے، اور حدیث شریف میں ہے: [اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ] "دُعا عبادت ہے۔"

پس جو شخص نبی یا ولی کے ذریعے مدد مانگتا ہے وہ گویا اِس دعا سے اُن کی عبادت کرتا ہے اور چونکہ کسی بھی قسم کی عبادت صرف اَللہ کیلئے ہوتی ہے، غیر اللہ کی عبادت شرک ہے، لہٰذا

Scanned by CamScanner

نبی ولی سے مدد مانگنے والا بھی مشرک ہے۔

[جواب]: بلاغت کا یہ قاعدہ ہے کہ جب خبر معرفہ ہو اور مبتدا و خبر کے درمیان ضمیرِ منفصل ہو تو اُس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ مسند یعنی خبر صرف مسند الیہ یعنی مبتدا پر منحصر ہوتی ہے، صاحبِ مفتاح اور جمہور بلغاء نے یہی کہا ہے، جیسا کہ کوئی شخص کہے [اَللّٰہُ ھُوَ الرَّزَّاقُ] تو مطلب یہ ہے کہ اَللہ کے علاوہ کوئی رازق نہیں، اِسی کی تائید میں ہے قولِ باری تعالیٰ:

[قُلْ مَایَعْبَأُ بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآئُکُمْ] [الفرقان:۷۷]

''اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ میرے رب کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں اگر تمہاری عبادت نہ ہو۔''

تو اِس بناء پر مذکورہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ عبادت دُعا ہی ہے یعنی عبادت دُعا کے بغیر نہیں ہے جبکہ دُعا عبادت کے بغیر ہو سکتی ہے، یعنی ہر عبادت دُعا ہے جبکہ ہر دُعا عبادت نہیں، جیسا کہ ایک اور حدیث شریف میں ہے: [اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ] ''دُعا عبادت کا مغز ہے۔''

لہٰذا اِستغاثہ کا دُعا ہونا ثابت نہ ہوا۔

اور اگر بلاغت کے قاعدے کے مطابق دوسری صورت مراد لیں یعنی مسند الیہ مسند پر منحصر ہو جیسا کہ صاحبِ کشاف نے ذکر کیا ہے کہ کبھی خبر مسند الیہ کو خاص کرنے کیلئے آتی ہے تو اِس صورت میں نجدیوں کی دلیل درست نہ ہوگی کیونکہ اِس وقت [الدعا] کے الف لام کو جنسی یا اِستغراقی ماننا پڑے گا، اِس وقت مطلب یہ ہوگا کہ ہر دُعا عبادت ہے یعنی کوئی بھی دُعا عبادت کے بغیر نہیں ہو سکتی تو یہ مفہوم درست نہیں کیونکہ قرآنِ مجید میں دُعا کا لفظ صرف پکارنے کے معنی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اِس کے علاوہ بھی متعدد معانی میں اِستعمال ہوا ہے:

[۱]: دُعا عبادت کے معنی میں ہو جیسا کہ قولِ باری تعالیٰ:

[وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ] [یونس:۱۰۶]

''اور تم اَللہ کے علاوہ اُن کی عبادت نہ کرو جو تمہیں نفع نقصان نہیں دے سکتے۔''

[۲]: دُعا اِستعانت [مدد مانگنا] کے معنی میں ہو جیسا کہ قولِ باری تعالیٰ:

[وَادْعُوْا شُھَدَآءَکُمْ] [البقرہ:۲۳] ''اور تم مدد مانگو اپنے گواہوں سے۔''

[۳]: دُعا سوال کے معنی میں ہو جیسا کہ قولِ باری تعالیٰ:

[اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ] [غافر:۶۰] ''تم مجھ سے سوال کرو میں تمہاری قبول کروں گا۔''

[۴]: دُعا قول کے معنی میں ہو جیسا کہ قولِ باری تعالیٰ: [دَعْوٰھُمْ فِیْھَا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ] [یونس:۱۰] ''اُن کا قول اس میں یہ ہوگا کہ اے اَللہ تیری ذات پاک ہے۔''

[۵]: دُعا ندا کے معنی میں ہو جیسا کہ قولِ باری تعالیٰ:

[یَوْمَ یَدْعُوْکُمْ] [الاسراء:۵۲] ''جس دن وہ تمہیں پکارے گا۔''

[۶]: دُعا تسمیہ کے معنی میں ہو جیسا کہ قولِ باری تعالیٰ:

[لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا] [النور:۶۳]

''تم رسول اللہ ﷺ کا نام اُس طرح نہ لو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کا نام لیتے ہو۔''

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے یہ معانی [الاتقان فی علوم القرآن] میں ذکر کیے ہیں۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی حدیث میں لفظ [الدعا] پر الف لام جنسی یا اِستغراقی بھی نہیں بلکہ یہ عہدِ خارجی کا ہے تو اِس سے مراد یہ ہے کہ وہ دُعا عبادت ہے جو اَللہ تعالیٰ سے کی جائے جبکہ ہر دُعا عبادت نہیں ہے، اِس بات پر دلیل یہ ہے کہ کثیر نحویوں نے اِس کی تحقیق کی ہے جیسا کہ اِبنِ رُشد اور علامہ عراقی نے [شرح تنقیح] میں ذکر کیا ہے کہ سوال طلب کی اَقسام میں سے ایک ہے اور وہ اَدنیٰ کا اَعلیٰ سے طلب کرنا ہے تو جب یہ طلب اَللہ تعالیٰ سے کی جائے گی تو اِس کا نام سوال اور دُعا رکھا جائے گا، غیرُ اللہ سے طلب کو دُعا نہیں کہا جائے گا، تو جب غیر اللہ سے طلب کو دُعا نہیں کہہ سکتے تو پھر غیر اللہ سے طلب کو دُعا بمعنی عبادت کیسے کہہ سکتے ہیں؟

[اعتراض]: [۹]: عام لوگ اگر [یارسولَ اللہ]، [یاعبدَ القادر] کہتے ہیں تو یہ کہنا کیسا ہے؟

Scanned by CamScanner

[جواب]: یہ اَقوال مجازِ عقلی پر محمول ہیں جیسا کہ کوئی شخص کہے [هٰذَا الطَّعَامُ اَشْبَعَنِیْ] ''اِس کھانے نے مجھے سیراب کیا''، [هٰذَا الْمَآءُ اَرْوَانِیْ] ''اِس پانی نے مجھے سیراب کیا'' [هٰذَا الدَّوَآءُ شَفَانِیْ] ''اِس دوائی نے مجھے شفا دی۔''

پس بے شک کھانا تو سیراب نہیں کرتا، پانی تو سیراب نہیں کرتا اور دواء تو شفا نہیں دیتی بلکہ حقیقی طور پر سیراب کرنے والی اور شفا دینے والی ذات تو اَللہ تعالیٰ کی ہے، یہ تو صرف اَسباب ہیں، اِسی طرح حقیقی مدد کرنے والی ذات تو صرف اَللہ تعالیٰ کی ہے جبکہ اَنبیاء واَولیاء تو صرف اَسباب ووسائل ہیں، اُمت کی کثیر تعداد یعنی جمہور صحابۂ کرام واَولیاءِ عظام سب نبی پاک، صحابہ اور صالحین کے وسیلہ پیش کرنے کے قائل ہیں، لہٰذا صحابۂ کرام اور اَولیاءِ عظام کی کثرت کا حرام کام پر اِجماع محال ہے، کیونکہ متواتر حدیث میں ہے: [میری اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆ مآخذ و مراجع ☆

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ
1	تفسیر روح المعانی	علامہ محمود آلوسی بغدادی 1270ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
2	تفسیر مدارك التنزیل	علامہ عبداللہ نسفی 710ھ	مکتبہ الشاملہ
3	تفسیر بیضاوی	علامہ قاضی عبداللہ بن عمر 685ھ	کتب خانہ مجیدیہ ملتان
4	تفسیر جلالین	امام جلال الدین محمد بن احمد 864ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
5	تفسیر در منثور	علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن محمد 911ھ	دار ہجر مصر
6	تفسیر روح البیان	علامہ اسماعیل حقی 1137ھ	دار احیاء التراث بیروت
7	تفسیر خازن	علامہ علاء الدین علی بن محمد 741ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
8	تفسیر ابن کثیر	علامہ اسماعیل بن عمر 774ھ	دار طیبہ للنشر
9	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی 606ھ	دار احیاء التراث بیروت
10	تفسیر بغوی	امام حسین بن مسعود 510ھ	دار طیبہ للنشر
11	تفسیر مظہری	علامہ ثناء اللہ پانی پتی 1225ھ	مکتبہ رشیدیہ پاکستان
12	تفسیر سمرقندی	علامہ نصر بن محمد ابو اللیث سمرقندی 373ھ	مکتبہ الشاملہ
13	تفسیر قرطبی	امام محمد بن احمد 671ھ	دار الکتب مصریہ قاہرہ
14	تفسیر ثعلبی	امام احمد بن ابراہیم ثعلبی 427ھ	دار احیاء التراث بیروت
15	تفسیر طبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر 310ھ	دار ہجر مصر
16	تفسیر کشاف	علامہ جار اللہ زمخشری 538ھ	دار الکتب بیروت
17	تفسیر الکشف والبیان	امام احمد بن ابراہیم	دار احیاء التراث بیروت
18	تفسیر عزیزی	امام شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی 1239ھ	مطبع فاروقی دہلی

Scanned by CamScanner

19	تفسیر صاوی	علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی 1223ھ	داراحیاء الکتب مصر
20	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری 256ھ	دارالشعب القاہرہ
21	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری 261ھ	دارالجیل بیروت
22	سنن ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی 279ھ	داراحیاء التراث
23	سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائی 303ھ	مکتب المطبوعات
24	سنن ابن ماجه	امام محمد بن یزید قزوینی 273	دارالفکر بیروت
25	دلائل النبوۃ	علامہ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی 458ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
26	سنن الهدی	علامہ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی 458ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
27	سنن کبری	علامہ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی 458ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
28	شعب الایمان	علامہ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی 458ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
29	الدعوات الکبیر	علامہ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی 458ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
30	حیاۃ الانبیاء	علامہ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی 458ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
31	جامع صغیر	امام محمد بن حسن شیبانی	دارالکتب العلمیہ بیروت
32	جامع کبیر	امام محمد بن حسن شیبانی	دارالکتب العلمیہ بیروت
33	صحیح المستدرک	امام محمد بن عبداللہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
34	مشکوۃ المصابیح	امام ولی الدین عراقی	مکتبہ الشاملہ
35	المعجم الاوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی 360ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
36	المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی 360ھ	مکتبہ الشاملہ
37	سنن دار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی 285ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
38	المعجم الصغیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی 360ھ	دارعمار بیروت
39	الخصائص الکبری	امام جلال الدین سیوطی	دارالکتب العلمیہ بیروت

40	کنز العمال	61	مسند طیالسی
41	مصنف عبدالرزاق	62	میزان الاعتدال
42	المواهب اللدنیه	63	الترغیب والترهیب
43	مسند امام احمد	64	مصنف ابن ابی شیبه
44	موطا امام مالک	65	کشف الاستار
45	مجمع الزوائد للهیثمی	66	مرقاۃ شرح مشکوۃ
46	لسان المیزان	67	اشعة اللمعات شرح مشکوۃ
47	سنن دارمی	68	فتح الباری شرح بخاری
48	معجم الصحابه	69	التاریخ لابن عساکر
49	بریقه شرح طریقه محمدیه	70	مصباح الظلام
50	مثنوی شریف	71	المستوعب
51	قطب الارشاد	72	وفاء الوفاء
52	فتاوی خیریه	73	سر الاسرار
53	الشفاء للقاضی	74	سبل الهدی والرشاد
54	جذب القلوب للشیخ	75	قطب الارشاد
55	الاتقان للامام السیوطی	76	التلخیص للذهبی
56	الصواعق المحرقه	77	شرح المواهب
57	تاج اللغة	78	رسالة التوسل
58	البصائر لمنکری التوسل	79	نیل الاوطار

Scanned by CamScanner

59	البدایہ والنہایہ	80	جذب القلوب
60	کتاب الاذکار	81	الدر الثمینة
82	تحفة الذاکرین	93	سیر اعلام النبلاء
83	شذرات الذہب	94	طبقات ابن سعد
84	رسائل الارکان	95	تاریخ ابن اثیر
85	جوہر المنظم	96	تاریخ المدینہ
86	کتاب الحکم	97	لمعات
87	تاریخ کبیر	98	الاستیعاب
88	صحیح ابن خزیمہ	99	الاصابہ
89	تحفة الاحوذی	100	ازالة الخفاء
90	الیواقیت والجواہر	101	مفتاح العلوم
91	الحلیة الاولیاء	102	شرح تنقیح عراق
92	حاشیہ لایضاح المناسک	103	قصیدہ نعمان

Scanned by CamScanner